دینی مدارس، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ وطالبات کے لیے قیمتی تحفہ

تخریج وتحقیق

کے

اصول وضوابط

www.KitaboSunnat.com

تالیف

محمد ابراهیم بن بشیر الحُسینوی

مراجعت

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

Salafi RESEARCH INSTITUTE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

دینی مدارس، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے لیے قیمتی تحفہ

تخریج و تحقیق

کے

اصول و ضوابط

تالیف

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

مراجعت

ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری

Salafi RESEARCH INSTITUTE

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

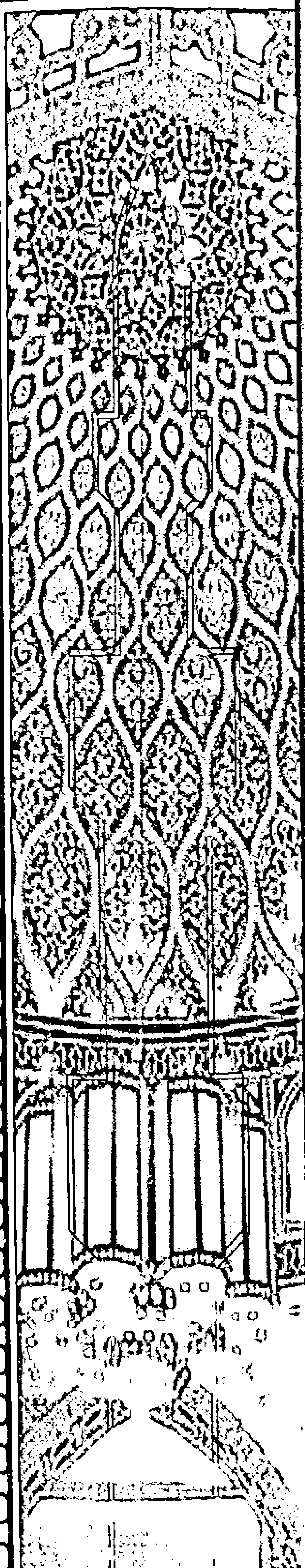

جملہ حقوق حق ناشر محفوظ ہیں

دینی مدارس، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے لیے قیمتی تحفہ

تخریج و تحقیق

کے

اصول و ضوابط

تالیف

محمد ابراھیم بن بشیر الحسینوی

مراجعت

ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری

اشاعت .... اکتوبر 2016

ناشر

سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

United Kingdom
Suite M0162
265-269 Kingston Road
Wimbledon, London
Sw19 3NW
Mob: +447497261045

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل و ضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056187

Salafi RESEARCH INSTITUTE

ہماری کتاب انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔

Email: info@salafiri...

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
Cell:
رحمٰن لائبریری 34554058
حافظ عبداللہ عزیز 03-4807363

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
Cell:
رحمٰن لائبریری 03334554058
حافظ عبداللہ عزیز 0303-4807363

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

مقدمہ ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری 10

مقدمہ محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی 11

فنِ تخریج وتحقیق کا ارتقائی جائزہ: 14

پہلا باب اصول تخریج 20

تخریج کا لغوی معنی 21

اصطلاحی تعریف 21

علم تخریج کی نسبت تمام علوم کی طرف 21

علم تخریج سے مدد طلب کرنا 22

علم تخریج کا واضع 22

حکم 22

تخریج کی اقسام 23

مفصل تخریج 23

مختصر تخریج 23

قاصر تخریج 23

تخریج کے فوائد 24

کتب تخریج کا ذکر 26

تخریج کے طریقے 27

پہلا طریقہ 27

پہلا فائدہ 28

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا فائدہ 28
تیسرا فائدہ 28
دوسرا طریقہ: موضوعی اعتبار سے تخریج کرنا 29
اس طریقے کے فوائد 30
چوتھا طریقہ 30
فائدہ 31
اس طریقے پر لکھی گئی کتب 31
پانچواں طریقہ 31
تخریج لکھنے کے اصول 32
دوران تخریج، تخریج شدہ کتب سے استفادہ کرنا 37
اصول تخریج وتحقیق پر کتب 40
دوسرا باب اصول سند 41
سند کا مطالبہ کرنا ضروری ہے 42
سند کا صحیح ہونا ضروری ہے 42
صحیح سند کا شرائط 43
حدیث کی تحقیق کرنے کا طریقہ 44
راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ 44
تیسرا باب اصول تحقیق 48
رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق 49

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند میں سفیان سے مراد	51
جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی	51
اہم اصطلاحات	52
حافظ ذہبی کا کسی راوی کے متعلق کہنا: وثق	52
رجاله رجال الصحيح	53
رجاله ثقات	53
اصح شیء فی الباب	54
یتلقن: وہ لقمہ قبول کرتا ہے	54
تدلیس کے متعلق اہم اصول	54
پہلا اصول:	54
دوسرا اصول:	55
تیسرا اصول:	57
حافظ ابن حجر کا سکوت:	57
امام حاکم اور علامہ ذہبی کا سکوت:	58
راویوں کے متعلق چند اہم فوائد:	59
ضعیف حدیث کو بیان کرنے کا طریقہ:	64
جرح وتعدیل:	65
راویوں کو ثقہ یا ضعیف ثابت کرتے وقت انصاف کرنا:	66
ثقہ کی زیادتی:	66

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادۃ الثقہ کے حکم کا خلاصہ 67
صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ کسی بھی کتب صحاح پر اعتماد نہیں 67
تبصرہ 68
جب جرح وتعدیل میں تعارض آجائے۔ 69
مجہول 69
مرضی کے قواعد بنانا درست نہیں 71
بعض اہل علم نے کہا۔ حسن لغیرہ حجت نہیں 72
کذاب اور ضعیف راوی کو ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا 72
مختلف فیہ راوی کی روایت حسن درجے کی ہوتی ہے 73
کسی بھی امام کے سکوت سے حدیث کا اس کے نزدیک صحیح یا حسن ہونا لازم نہیں آتا 73
امام ابوداؤد کا سکوت 73
امام نسائی کا سکوت 74
ثابت شدہ متداول کتب کا انکار کردینا 75
بعض محدثین کی خاص اصطلاحات 75
جس راوی کو امام ابن حبان اکیلے ثقہ کہیں 75
امام بخاری اور التاریخ الکبیر 76
امام بخاری کا التاریخ الکبیر میں کسی کا راوی پر سکوت 76
امام ترمذی کی تصحیح یا تحسین حدیث کا اعتبار نہیں 78
رواۃ محدثین کی تاریخ وفات کا علم ہونا 79

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علوم حدیث وفن جرح وتعدیل پر اہم کتب 79

اعلاء السنن فی المیزان میں علوم حدیث کی فہرست 80

مقالات شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری 85

جلد (۱) سے علوم حدیث کی فہرست 85

جلد (۲) سے علوم حدیث کی فہرست 86

چوتھا باب حدیث حسن لغیرہ 87

حدیث حسن لغیر کی حجیت کے متعلق اشکالات اوران کے جوابات 88

حسن لغیرہ 88

تعریف 88

پہلا اشکال: بعض لوگ ضعیف + ضعیف کے اصول اور جمع تفریق کے ذریعے سے بعض روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں 91

دوسرا اشکال: 93

تیسرا اشکال: 93

چوتھا اشکال: کیا ابن قطان کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں 94

پانچواں اشکال: حافظ ابن حجر کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں۔ 96

چھٹا اشکال: کیا حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں 96

ساتواں اشکال: 97

عدم تقویت کے اسباب 97

تیسرا سبب: ضعیف راوی کا تفرد 99

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سبب: جب ایک سے زائد سبب ضعیف ہوں 99
دیگر اسباب ضعیف: 100
حسن لغیرہ کی حجیت اور پاکستانی علمائے اہلحدیث 101
آٹھواں اشکال 102
محدث یمن مقبل بن ہادی کے نزدیک حسن لغیرہ کی حجیت 103
نواں اشکال: حسن لغیرہ کا حجت ہونا متقدمین سے ثابت نہیں ہے۔ 106
محدثین کا اسماعیل بن ابی خالد کے عنعنہ کا قبول کرنا 108
منہج متقدمین اور منہج متاخرین 108
تحقیق حدیث میں متقدمین کی مخالفت کی مثال 108

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم أشهد أن لااله الا الله وأشهد أن محمدا عبده ورسوله أما بعد:

ہمارے لیے یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ ہم طلبہ علوم نبوت کے لیے نافع کتب شایع کرنے کی ادنی سی کوشش کررہے ہیں اللہ تعالی اسے قبول فرمالے اور مزید کی توفیق سے نوازے۔

یہ کتاب فاضل مولف کی قیمتی کتب میں سے ایک ہے، جوانھوں نے بڑی محنت سے ترتیب دی ہے۔اس میں ''تخریج وتحقیق'' کے قواعد پر بحث کی گئی ہے۔ہمیں قوی امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کو پسند آئے گی۔ان شاءاللہ

ارباب مدارس سے ہمیں قوی امید ہے کہ وہ ہماری کتب میں سے ''نصیحتیں میرے اسلاف کی''اور اس کتاب ''تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط'' کو نصاب میں جگہ دیں گے شاید ہماری یہ کتب کچھ فائدہ کا سامان مہیا کریں۔

آخر میں فاضل بھائی محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ جن کی محنت شاقہ کے بعد یہ کتاب شایع ہونے کے قابل ہوئی۔

اللہ تعالی ہماری ان عاجزانہ کوششوں کو قبول فرمائے اور سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ برمنگھم، لاہور کی لجنہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، جن کے تعاون سے ہم مسلسل کتب شایع کررہے ہیں۔آمین

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

رئیس سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ برمنگھم، لاہور

۹ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

دینی تعلیم میں بے شمار فنون پڑھائے جاتے ہیں جن میں سب سے اہم ترین قرآن وحدیث ہے۔ تخریج وتحقیق کا تعلق حدیثِ رسول ﷺ سے ہے۔ ہمیں ہر وقت حدیث بیان کرنے اور پڑھنے کی ضرورت پڑھتی ہے۔ اگر ہم فن تخریج وتحقیق سے آشنا ہوں گے تو کبھی کسی ضعیف یا موضوع روایت کو بیان نہیں کریں گے۔

کیونکہ غلط چیز کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، جس کی وجہ سے جہنم میں داخلہ واجب ہو جاتا ہے۔

وہ اہلِ علم جو فنِ تخریج وتحقیق سے ناآشنا ہیں عموماً بغیر سوچے سمجھے غیر ثابت اور سنی سنائی باتوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بلا جھجک منسوب کر دیتے ہیں اوع انہی غیر ثابت روایات پر شرعی مسائل کی بنیاد رکھتے ہیں! فانا للہ وانا الیہ راجعون.

بعض پیشہ ور خطیب اور اہلِ علم عموماً غیر ثابت روایات کو بغیر کسی خوف کے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور اگر انھیں تنبیہ کی جائے تو آگے سے بے جا باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں اور مختلف بے بنیاد تاویلوں کا سہارا لیتے ہیں، جن کی کوئی اساس نہیں ہوتی، بلکہ بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہم کون سے شیخ الحدیث ہیں؟ اگر صحیح احادیث ہی سننی ہیں تو میری بجائے کسی شیخ الحدیث کو بلا لیتے!! جبکہ بعض یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کون سی کتب ہیں کہ جن سے ہم تیار کر کے بیان کریں!!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ یہ سب باتیں درست نہیں ہیں۔ خطیب ہو یا مدرس یا کوئی عامی، اسے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ بغیر تحقیق کے کوئی بات آگے بیان نہ کرے۔ اپنی کوشش اور طاقت کے مطابق پہلے اس حدیث کی تحقیق کرے۔ اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی اہل علم سے رابطہ کر لے اور پوچھ لے کہ فلاں حدیث ضعیف ہے یا صحیح؟ اس سے اسے خود بھی فائدہ اور سامعین کو بھی بہت فائدہ ہوگا اور غیر ثابت بات کو ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے سے بچ جائیں گے۔ ان شاء اللہ

کئی مدرسین، خطبا اور عامی لوگ راقم الحروف کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں۔ جب بھی انھیں کسی چیز میں شک ہوتا ہے یا تحقیق نہیں ہوتی تو وہ راقم سے رابطہ کرتے ہیں اور راقم اس حدیث کی تحقیق کر کے اس کا حکم بتا دیتا ہے۔ میری ناقص رائے میں آج یہ کام تو ہر کوئی کر سکتا ہے۔ آج کل موبائل کی سہولت عام ہے، کال، ایس ایم ایس یا وٹس ایپ کے ذریعے کسی حدیث کی تحقیق کسی اہل علم سے پوچھی جا سکتی ہے۔

جو لوگ مطالعہ کے عادی نہیں ہیں، بس سنی سنائی باتیں بیان کر دیتے ہیں، بلکہ ان کے پاس قرآن وحدیث کا بنیادی علم بھی نہیں ہوتا، ان سے اچھے اور نرم لہجے میں بات کرنی چاہئے کہ وہ مطالعہ کے عادی بنیں جس کا آسان سا طریقہ ہے کہ وہ جو حدیث بیان کریں، ان سے اس کا حوالہ پوچھا جائے۔ اگر وہ بیان کر دیں تو اس کا حکم پوچھا جائے کہ صحیح ہے یا ضعیف، اس طرح شاید وہ مطالعہ اور تحقیق کا عادی بن جائے۔ لیکن افسوس کہ اس طرح کا ماحول دور دور تک دیکھنے کو نہیں ملتا۔ آج کل لوگوں کا ذہن علمی چیزیں سننے کے بجائے قصوں اور کہانیوں پر زیادہ لگا دیا گیا ہے، اس ماحول کو حکمتِ عملی سے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور اس پر ہمیں مل جل کر محنت کرنی چاہیے۔

یاد رہے کہ دین قرآن اور صحیح حدیث کا نام ہے اور صحیح حدیث کی چار قسمیں ہیں:

۱: صحیح لذاتہ، ۲: صحیح لغیرہ، ۳: حسن لذاتہ، ۴: حسن لغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم اس موقع پر ایک نصیحت کرنا چاہتے ہیں کہ منبر ومحراب کا وارث بننے کی کوشش کرنے والے احباب! منبر ومحراب پر جلوہ نشین ہونے سے پہلے غور کریں کہ ہمیں فنِ قرآن وحدیث کے علم سے کوئی مس بھی ہے کہ نہیں!؟

عربی زبان میں جرح وتعدیل کے ضوابط پر بعض کتب متداول ہیں ،لیکن اردو زبان میں اس پر کوئی قابل قدر کتاب نہیں تھی ۔میرے فاضل دوست فضیلۃ الشیخ نعمان فاروقی حفظہ اللہ مدیر مسلم پبلی کیشنز لاہور نے توجہ دلائی کہ اس موضوع پر جامع مانع اور مختصر کتاب لکھیں، تاکہ طلبہ علومِ نبوت اور اہل علم کے لیے فائدہ مند ہو اور نصابی کتاب کی مثل ہو، اس پر راقم نے کچھ اہم اصولوں کو لکھا ہے، تاکہ فنِ تخریج وتحقیق کے اصولوں کو متعارف کروایا جائے۔

اصولِ تحقیق میں صرف ان اصولوں کو ذکر کیا جائے گا، جو تحقیق میں معاون ثابت ہوں گے، تاکہ تحقیق میں ان اصولوں کو مدنظر رکھا جاسکے، یہاں یہ بات ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہیں کہ اس فصل کو اس لیے شاملِ کتاب کیا ہے کہ بعض لوگ کسی عالم دین کے پاس چند دن لگا کر تخریج تو سیکھ لیتے ہیں کہ حدیث کو کیسے تلاش کرنا ہے؟ پھر تخریج کا علم آجانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو محقق سمجھنا شروع کردیتے ہیں!!

حالانکہ ان کو اصولِ تحقیق سے بے خبری ہوتی ہے، راقم کی کچھ ایسے ساتھیوں سے ملاقاتیں ہوئی ہیں جن کو عربی زبان پڑھنی بھی نہیں آتی ،اس کو سمجھنا تو دور کی بات ہے لیکن انھیں حدیث کو تلاش کرنا آتا ہے اور اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اتنی تو محنت کی ،لیکن یہ کافی نہیں اور اس طرح کے بعض طلبہ پر افسوس ہوتا ہے اور وہ اسی بنا پر اپنے آپ کو محقق باور کرواتے ہیں ۔یا اسفا ۔پھر بے جا محدثین کی تنقیص کرتے پھرتے ہیں، جس طرح تخریج کے لیے ممارست اور لمبا عرصہ کسی محدث ومحقق کے پاس ٹھہرنا ضروری ہے تحقیق میں مہارت بھی سال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہا سال کی مسلسل محنت اور ماہر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد ہی ممکن ہے اور اسلام کو پختہ محققین کی ضرورت ہے۔

فنِ تخریج وتحقیق کا ارتقائی جائزہ:

تحقیق کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو۔ ہر اہل علم قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر وقت گفتگو کرتا ہے، قرآن مجید پر تو جرح وتعدیل لاگو ہی نہیں ہوتے، اس کے برعکس حدیث نبوی بیان کرتے وقت یا پڑھتے وقت غور وفکر ضروری ہے، کیونکہ حدیثوں میں بعض لوگوں نے ضعیف اور موضوع ومنکر روایات اپنی طرف سے بنا کر داخل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ صحیح وثابت حدیث مصطفیٰ ﷺ اور ضعیف اور بے بنیاد روایات کے درمیان فرق کرنے کی غرض سے احادیث میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے ، مثلاً حدیث بیان کرنے سے پہلے دیکھا جائے کہ اس کا حوالہ کیا ہے؟ اگر صحیحین (بخاری ومسلم) کے علاوہ حدیث ہے تو اس کی تحقیق کرنا یا تخریج وتحقیق کے ماہر علماء کی طرف رجوع کرنا ازحد ضروری ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں۔ پوری جانچ پڑتال کے بعد کسی حدیث کو بیان کرنا اہل علم پر فرض ہے۔

ابتدائی دور میں اس فن کی ضرورت کم تھی، کیونکہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے اور وہ سارے عادل تھے جو بھی بیان کرتے تھے صحیح ہوتا تھا اور سند کی تحقیق کی ضرورت بھی نہیں تھی، جیسے حالات بدلے ویسے ہی تحقیق شروع ہو گئی۔ اس کا ثبوت ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ملتا ہے۔ اس کا اندازہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے احادیث کو بیان کرتے تھے اور انھیں یاد کرتے تھے، جب لوگوں نے غلط سلط بیان کرنا شروع کر دیا تو ہم بہت احتیاط کرنے لگے (1)

زمانہ نبوت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بذات خود رسول اللہ ﷺ سے سنتے تھے یا آپ کو دیکھتے تھے یا صحابی کسی صحابی سے سنتا تھا، لیکن بعد میں جب تابعین کا دور شروع ہوا، اس وقت بعض فتنے بھی رونما ہوئے۔ بعض دین کے دشمن لوگوں نے روایات خود بنانا شروع کر دیں، پھر فنِ تحقیق کی ضرورت پڑی، اسی کی طرف سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اشارہ فرما رہے ہیں۔

نیز اس فن کی ضروت اس وقت محسوس ہوئی جب محدثین نے بعض کتب حدیث لکھیں تو اس میں مرسل، معلق، معضل اور ضعیف روایات بھی درج کیں، مثلاً موطا امام مالک، مسند شافعی، مسند احمد، سنن ابی داود، وغیرہ تو اس بنا پر اہلِ علم نے فنِ تخریج وتحقیق کی بنیادیں ڈالیں، مثلاً حافظ ابن عبد البر نے "التمهيد لما في الموطا من المعاني و الأسانيد" امام قضاعی نے "مسند الشهاب" امام بیہقی نے "معرفة السنن والآثار" لکھیں۔ یہ دراصل فن تخریج وتحقیق کے متعلق کتب ہیں۔

اس فن کا آغاز چوتھی اور پانچویں ہجری میں ہو چکا تھا، لیکن اس فن پر مستقل کام چھٹی صدی ہجری سے عام ہوا، مثلاً امام ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی نے "أحاديث الشهاب" لکھی، جس میں انہوں نے قضاعی کی احادیث کو مسند بیان کیا۔ علامہ دیلمی نے اپنے والد کی کتاب "مسند الفردوس" کی تخریج اپنی کتاب "أحاديث كتاب الفردوس" میں کی اور اسے حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا۔

علامہ زیلعی نے فقہ حنفی کی معروف کتاب "الهداية" کی تخریج کی، جس کا نام "نصب

(1) (مقدمہ صحیح مسلم:٤٥٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الـرايـه ''رکھا،جس کا خلاصہ حافظ ابن حجر نے ''الـدراية'' کے نام سے کیا،علامہ تبریزی نے ''مـصـابيح السنة'' کی تخریج کی اور اس پر تیسری فصل کا اضافہ بھی کیا،جس کا نام انھوں نے ''مشکاۃ المصابیح ''رکھا۔

پھرنویں صدی ہجری ہی میں امام ابن الملقن نے ''الشرح الكبير للرافعي'' کی تخریج بنام ''البدر المنير '' کی اور اسی کی تلخیص حافظ ابن حجر نے ''التلخيص الحبير'' کے نام سے کی ۔علامہ عراقی نے '' احياء علوم الدين'' کی تخریج بنام ''المغني عن حمل الأسفار في الأسفار ''لکھی،دسویں صدی ہجری میں علامہ سخاوی نے ''غنية الطالبين'' کی تخریج بنام ''البغية بتخريج أحاديث الغنية''لکھی۔علامہ سیوطی نے ''الشفا'' کی تخریج بنام ''مناهل الصفا ''لکھی،گیارھویں صدی ہجری میں ملا علی قاری نے '' شرح عقائد نسفيه '' کی تخریج کی اور علامہ مناوی نے ''تفسیر بیضاوی'' کی احادیث کی تخریج بنام ''تحفة الراوي في تخريج احاديث البيضاوي ''لکھی۔

پھر چودھویں صدی ہجری میں شیخ محمد ناصر الدین البانی نے تخریج وتحقیق پر کام شروع کیا اور اپنی ساری زندگی بس اسی فن کی خدمت میں صرف کر دی۔اپنی ۱۲۰ کتب میں انھوں نے فنِ تخریج وتحقیق کو زندہ کیا،جن میں سے بعض کتب کئی جلدوں میں بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندے شیخ البانی رحمہ اللہ سے راضی ہو جائے کہ جنھوں نے حدیث کے اہم فن ''تخریج وتحقیق'' کے ذریعے ہزاروں احادیث کی چھان پھٹک کی اور امتِ مسلمہ پر احسان عظیم کیا اور بے شمار ایسے شاگرد تیار کیے جو پوری دنیا میں فنِ تخریج وتحقیق کو اپنائے ہوئے ہیں،مثلاً محدث أبو اسحاق الحويني المصري ،محدث أبو عبيده مشهور حسن الاردني ،محدث علي حسن الحلبي الاردني،محدث نبيل بن منصور البصاره،محدث عصام موسى هادي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وخلق کثیر۔

اگر میں کہوں تو مبالغہ نہیں کہ آج پوری دنیا میں یونیورسٹیوں، مدارس و جامعات اور تصنیف و تالیف میں جہاں بھی تخریج و تحقیق پر کام ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ محدثِ کبیر، شیخ الاسلام ، اسد السنہ، فخر المتاخرین، امتِ مسلمہ کے عظیم محسن، محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے اس فن کی تجدید کی اور لوگوں میں شعور پیدا کیا، بعض حاسدوں نے حسد کیا اور خود بدنام ہوئے۔ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جس نے شیخ البانی سے عداوت کی ہو اور اسے عقل مند لوگوں نے پسند کیا ہو، البتہ علمی اختلاف ہر عالم دین سے ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اہلِ علم کو اس فن سے دل چسپی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فائدہ: بندہ ناچیز نے جامعہ رحمانیہ لاہور میں درجہ ثالثہ کی کلاس ہی سے فنِ جرح و تعدیل کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شیخ عبدالرشید راشد فاضل مدینہ یونیورسٹی جیسے مشفق اور راہنمائی کرنے والے استاد محترم عطا فرما دیے، پھر عرصہ تین سال محدث العصر امام الجرح والتعدیل شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ، شیخ الاسلام حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ اور محدث العصر حافظ محمد شریف حفظہ اللہ سے علم جرح و تعدیل سیکھنے کا موقع ملا نیز جامعہ رحمانیہ میں درجہ رابعہ ہی سے استاد محترم محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ سے بھی گہرا تعلق تھا۔ بعض دفعہ شیخ رحمہ اللہ کی خدمت میں مکتبہ حضرو اٹک بھی حاضر ہوا، فون پر تو بہت ہی رابطہ رہا۔ اللہ تعالیٰ میرے مشایخ عظام پر رحمتیں نازل فرمائے آمین۔ یہ تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ منہجی اختلاف اگر کسی شیخ سے کیا ہے تو مکمل بحث و تحقیق کے بعد کیا ہے اور مضبوط دلائل و براہین کی بنیاد پر کیا ہے۔ بالفاظ دیگر راقم نے دونوں گھاٹیوں سے پانی پیا ہے اور جس کو حق سمجھا، اسی کو اپنایا ہے والحمد للہ۔

بطور تنبیہ عرض ہے کہ جو طالب علم ایک ہی شیخ سے رابطہ رکھے اور اسی فن کے ماہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے شیخ سے رابطہ نہ کرے، وہ اپنے شیخ کے غلط منہج ہی پر قائم ودائم رہے گا الا من رحم ربی. چنانچہ امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں: "اذا اردت ان تعرف خطأ شیخک فجالس غیرہ" یعنی اگر تم اپنے استاد کی غلطی پر آگاہی چاہتے ہو تو کسی عالم کے پاس بیٹھو۔

راقم نے توفیقِ الٰہی سے علومِ حدیث اور جرح وتعدیل میں کئی ایک کتب لکھ رکھی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

1. موسوعة المدلسين
2. الفتح الجليل فى ضوابط الجرح و التعديل
3. علوم الحديث عند الامام ناصر الدين الألبانى
4. احناف کے اصولِ حدیث استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق حفظہ اللہ کی نظر میں
5. محدثین کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا منہج
6. ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور ان کی کتب جرح وتعدیل کا منہج۔ علاوہ ازیں بعض کتب کی تخریج وتحقیق مطبوع ہے۔ والحمدلله

آخر میں محترم المقام جناب ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جن کے خاص تعاون کی وجہ سے یہ رسالہ شائع ہونے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال وجان اور اولاد میں برکت فرمائے اور انھیں اپنی مرضیات سے نوازے۔ آمین

راقم کس حد تک اس رسالے کو لکھنے میں کامیاب ہوا ہے، یہ قارئین ہی بتا سکتے ہیں۔ ہم نے اپنی طاقت کے مطابق اہم قواعد کو جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قیمتی رسالے سے طلبہ علومِ نبوت اور اہل علم کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے میرے لیے، اہل وعیال، والدین اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

آپ کی دعاؤں کا محتاج

محمد ابراھیم بن بشیر الحسینوی

رئیس فاطمہ توحید مسجد

و

جامعہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

سوہڈل آباد، قادرآباد روڈ، بائی پاس چوک قصور

مدیر سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ برمنگھم، لاھور

ialhusainwy@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

اصولِ تخریج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول تخریج

تخریج کا لغوی معنی:

لفظِ ''تخریج'' یہ '' خَرَّجَ ،یُخَرِّجُ'' سے مصدر ہے،جس کا معنی نکالنا ظاہر کرنا ہے.

اصطلاحی تعریف:

حدیث کے اصل ماخذ کا بیان اوراس کے مختلف طرق پر بحث کرتے ہوئے اس پر صحت وضعف کے اعتبار سے حکم لگانا۔یادرہے کسی حدیث کا صرف اصل ماخذ بیان کردینا یہ صرف حدیث کی نسبت بتانا ہے،یہ تخریج نہیں کہلائے گا۔گویا تعریف میں تخریج کے تین ارکان ہیں:

1. حدیث کا اصل ماخذ تلاش کرنا۔
2. سندوں کو جمع کرکے ان کی اور متن حدیث کی تحقیق کرنا۔
3. حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا حکم لگانا۔

علمِ تخریج کی نسبت تمام علوم کی طرف:

شرعی مسئلے کے حل کے لیے جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے کہ جس حدیث پر مسئلے کی بنیاد رکھی ہے، وہ ثابت بھی ہے کہ نہیں؟ کسی حدیث کو بیان کرنے کے لیے حدیث کی سند پر اطلاع پانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔جب سند سامنے ہوگی،تب رواۃ پر بحث ہوگی۔ان مراحل سے گزرنے کے بعد ہی کوئی محدث یا محقق مطلوبہ حدیث کی تحقیق تک پہنچ سکتا ہے،جس حدیث کی بھی تحقیق کرنی ہو اس میں یہی انداز اپنایا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمِ تخریج سے مدد طلب کرنا:

کسی چیز کے رد یا قبول کرنے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے، یہ تب ہی ممکن ہے جب علم تخریج سے واقفیت ہوگی، ورنہ انسان اصل حقیقت سے نا آشنا ہی رہے گا، بلکہ جو کچھ پڑھے گا، اسے حقیقت خیال کرے گا، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

علم تخریج کا واضع:

اس کو وضع کرنے والا کوئی معین شخص نہیں ہے، اس پر مختلف ادوار گزرے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ زمانہ نبوی ﷺ میں اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ صحابہ کرام نے قران وحدیث کو براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے لیا اور صحابہ کرام تمام کے تمام ثقہ اور عادل تھے۔ اس وقت تخریج کا وجود ہی نہیں تھا، جب بعد میں کتبِ احادیث لکھی گئیں، تب حدیث کی اصل کتاب کی طرف نسبت کرنا ضروری ہو گیا اور سند کے وجود سے تخریج کا وجود بھی شروع ہوا۔

حکم:

علمِ تخریج کا سیکھنا فرض کفایہ ہے اور ہر اس شخص پر فرض عین ہے جس کا تعلق حدیث ،تفسیر، فقہ، اصول یا کسی بھی فن سے ہے، کیونکہ ہر کوئی حدیث کا محتاج ہے خواہ وہ تھوڑا محتاج ہو یا زیادہ، مثلاً ایک شخص نحوی ہے، اس کو بھی حدیث کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح فقیہ اور مفسر بھی حدیث کا محتاج ہوتا ہے چونکہ حدیث ایسا فن ہے جس کی طرف ہر اہل علم محتاج ہوتا ہے، لہذا ایک نحوی کی بھی فن تخریج اور جرح وتعدیل میں وسعتِ نظر ہونی چاہیے، ورنہ وہ نحو میں جو مثالیں پیش کرے گا تو ان میں ضعیف اور موضوع روایات کو بھی ترویج دے گا۔ افسوس کہ آج کل علمِ حدیث کی طرف بہت کم توجہ دی جا رہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تخریج کی اقسام

تخریج کی تین قسمیں ہیں:

① مفصل تخریج

حدیث کی تمام اسانید، تمام حوالہ جات، تمام توابع اور تمام شواہد اور تمام رواۃ پر سیر حاصل بحث کرنا اور صحت وضعف کے اعتبار سے حکم لگانا، جیسے امام البانی کی کتب "الصحیحة ،الضعیفة ،ارواء الغلیل" اور شیخ ابواسحاق الحوینی کی کتب، مثلاً "بذل الاحسان" وغیرہ ہیں ،اس سے مکمل تشفی ہوتی ہے۔

② مختصر تخریج

حدیث کی مختصر تخریج کرنا، اس میں چند حوالے لکھے جاتے ہیں اور سند پر مختصر حکم لکھا جاتا ہے یہ طریقہ بھی درست ہے لیکن اس میں نقص کافی ہیں، لیکن بعض دفعہ کافی مجبوریاں سامنے ہوتی ہیں جن کی بنا پر یہی طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ یہ طریقہ اس وقت بہتر ہے جب مفصل تخریج کی طرف رہنمائی کردی جائے مثلاً أخرجه أبو داود ،وهو حديث صحيح، وانظر تفصيله في الارواء.

③ قاصر تخریج

اس سے مراد تخریج کا وہ طریقہ ہے جس میں اس حدیث پر چند کتب کا حوالہ لکھ دیا جاتا ہے، مثلاً: أخرجه أبو داود والترمذي. اگرچہ فائدے سے یہ طریقہ بھی خالی نہیں لیکن صحت وضعف کے فرق کی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے اصطلاحی اعتبار سے اس کو تخریج کہنا درست نہیں۔

بعض تجارت پیشہ مکتبوں نے آج کل اسی طریقے کو اختیار کیا ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحت وضعف کا اہتمام ماہر فن جرح وتعدیل سے کروانا چاہیے، تا کہ حدیثِ رسول ﷺ کی اہمیت سالم رہے، ورنہ وہ لوگ تخریج کرتے نظر آتے ہیں جن کو علوم حدیث کی ابجد کا بھی علم نہیں، بس اللہ تعالیٰ تمام ناشرین کو خدمتِ حدیث اور محبتِ حدیث کے جذبے سے سرشار فرمائے۔ آمین

تخریج کے فوائد :

تخریج کے فوائد بہت زیادہ ہیں، کیونکہ سنت کے خزانے کی طرف رسائی اس کے بغیر ممکن نہیں۔ خوش قسمت ہے وہ اہل علم جو تخریج وتحقیق کو اپنا مشغلہ بنالیتا ہے، اس سے وہ دیگر ہم عصر اہل علم پر فائق ہوتا ہے اور ایک عرصے کے بعد وہ محدثین کے زمرے میں شمار کیا جانے لگتا ہے۔

تخریج اہم ترین فن ہے، افسوس کہ اس فن میں اہل علم نہ ہونے کے برابر ہیں، اس فن پر توجہ کی ضرورت ہے، تا کہ ماہر رجالِ تخریج وتحقیق کثرت سے پیدا ہوں۔

عرب علماء میں تو بہت کام ہو رہا ہے، لیکن برصغیر پاک وہند میں اس فن میں کام نہ ہونے کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ اس کمی کو پورا فرمائے۔ آمین۔

تخریج کے مشہور فوائد درج ذیل ہیں:

1. حدیث کے اصل مصدر کی معرفت۔
2. ایک حدیث کی کئی ایک سندوں کا جمع ہونا۔
3. صحیح اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے سند کی حالت کی معرفت۔
4. بعض دفعہ ایک سند میں ضعف ہوتا ہے، لیکن تتبع طرق سے اس کی کوئی صحیح سند مل جاتی ہے۔
5. حدیث پر محدثین کے حکم کی معرفت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) رواۃ میں سے مہمل کی تمیز ہونا، جب ایک سند میں مہمل راوی ہو مثلاً ''عن محمد'' تو دوسری سند میں اس کی وضاحت مل جاتی ہے۔

(۷) مبہم کی تعیین، بسا اوقات سند میں ایک راوی مبہم ہوتا ہے مثلاً ''عن رجل'' تو دوسری سند میں اس کی وضاحت مل جاتی ہے۔

(۸) مدلس راوی کے سماع کی صراحت کا ملنا۔

(۹) مختلط راوی کے اختلاط کی وضاحت کا ملنا، ایک سند میں مختلط راوی ہے تو کسی دوسری سند میں اس کی وضاحت مل جاتی ہے کہ فلاں راوی نے اس کے اختلاط میں مبتلا ہونے سے پہلے سنا ہے یا بعد میں، اگر اختلاط سے پہلے سنا ہے تو حدیث صحیح اور اگر بعد میں سنا ہے تو ضعیف۔

(۱۰) حدیث میں نقص اور زیادتی کی وضاحت۔

(۱۱) بعض دفعہ جس لفظ کو تلاش کیا جا رہا ہے، وہ کئی احادیث میں موجود ہے تو اس حالت میں تمام حوالہ جات کو اصل ماخذوں سے تلاش کیا جائے، تب اس اصل مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔

(۱۲) جو شخص اپنا وقت حدیث کو تلاش کرنے اور اس کی تحقیق و تخریج و تشریح میں گزارتا ہے، وہ لوگوں میں ممتاز ہو جاتا ہے اور مستقبل میں ''محدث'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۱۳) مشہور محقق و محدث فضیلۃ الشیخ عبدالرؤف بن عبدالحنان بن حکیم اشرف سندھو حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''تخریج کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کسی حدیث پر غلط حکم لگانے سے بچا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر ابوداود یا دوسری سنن میں ایک حدیث ایسی آ جاتی ہے کہ جس کی سند میں کسی راوی کے ضعیف ہونے کا حکم لگا دیا جائے تو یہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سنن بیہقی یا مسند احمد وغیرہ میں اس ضعیف یا مدلس راوی کی کسی دوسرے راوی نے متابعت کی ہو، یا اس مدلس نے وہاں تحدیث یا سماع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی صراحت کی ہو. یا ان کتب میں یہ حدیث دوسرے طرق سے مروی ہو، یا اس کے شواہد ہوں جن کی بنا پر یہ حدیث صحیح، حسن یا قوی ہو جاتی ہے۔ اسی لیے بعض محققین نے کہا ہے کہ جب کوئی ایسی حدیث سامنے آئے جس کی سند ضعیف ہو تو اس حدیث کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، بلکہ کہا جائے کہ یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ حدیث دوسری سند سے مروی ہو یا اس کے شواہد ہوں. مگر جب تتبع اور بحث کے بعد ظن غالب یہ ہو کہ اس حدیث کی دوسری سند، یا شواہد نہیں ہیں تو پھر اس حدیث پر مطلقاً ضعف کا حکم لگایا جا سکتا ہے [1]

اگر ابوداود یا دوسری سنن میں ایک حدیث صحیح سند سے بھی مروی ہو تو اس صورت میں بھی اس کی تخریج خالی از فائدہ نہ ہوگی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ دوسری کتب میں اس حدیث کی دوسری سندیں یا اس کے شواہد ہوں اور اس صورت میں فائدہ یہ ہوگا کہ اس حدیث کی صحت پر مزید اطمینان ہو [2] جائے گا۔

کتبِ تخریج کا ذکر:

کتبِ تخریج بہت زیادہ ہیں، جن سے طالب علم یا محقق مستغنی نہیں ہو سکتا۔ جب بھی کسی حدیث کی تخریج کرنی ہے تو کتبِ تخریج کی طرف مراجعت از حد ضروری ہے، تاکہ اپنے سے پہلے علماء کی محنت اور تخریج و تحقیق سے بھرپور استفادہ اٹھایا جائے، ان میں سے بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

نصب الراية للزيلعي

البدرا لمنير لابن الملقن

1 (الباعث الحثيث لاحمد شاكر ص: ٩٠)

2 (القول المقبول ص: ٢٠، ٢١)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المغني عن حمل الاسفار للعراقي

الدراية لابن حجر

التلخيص الحبير لابن حجر

مناهل الصفا في تخريج احاديث الشفاء للسيوطي

ارواء الغليل للالباني

سلسلة الأحاديث الصحيحة للألباني اور سلسلة الأحاديث الضعيفة للألباني

شیخ البانی رحمہ اللہ کی تمام کتب کا موضوع تحقیق وتخریج ہے۔ جو طالب علم اپنے اوپر شیخ کی کتب کا مطالعہ لازم کرلے، وہ تخریج وتحقیق میں پختہ ہو جائے گا۔ اللهم أدخله الجنة الفردوس.

تخریج کے طریقے

مندرجہ ذیل طریقوں سے تخریج کی جاسکتی ہے:

پہلا طریقہ:

حدیث کے کسی لفظ سے تخریج کرنا۔ اس میں متنِ حدیث کے کسی ایک لفظ کا یاد ہونا ضروری ہے۔ اس طریقے سے تخریج کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتب سے حدیث تلاش کی جائے گی:

(۱) المعجهم المفهرس لألفا ظ الحد يث النبوى

اس کتاب میں حدیث کی ۹ مشہور کتب کے الفاظ کی فہارس بنائی گی ہیں، موطا امام مالک، مسند احمد، صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن الترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن الدارمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی حدیث کا وجود ان نو کتب میں ہے اور اس کا کوئی لفظ یاد ہے تو مذکورہ کتاب ''المعجم المفھرس ۔کی مدد سے تخریج ممکن ہے۔

(۲) اگر سنن الدارقطنی میں موجود کسی حدیث کا کوئی لفظ یاد ہے تو اس کو 'المعجم المفھرس لألفاظ سنن الدارقطني ليوسف المرعشلي'' میں تلاش کیا جائے، تب سنن الدارقطنی کی حدیث تک پہنچنا ممکن ہے۔وہ فوائد جن کا تعلق کسی لفظ کے ساتھ تخریج کرنے سے ہے درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ:

اس طریقہ تخریج کے لیے مکتبہ شاملہ، مکتبہ ذہبیہ وغیرہ بھی بہت اہم ہیں، ان سے بھی مدد لی جاسکتی ہے، لیکن اس میں یہ احتیاط کرنا ضروری ہے کہ مطلوبہ حدیث ملنے کے بعد اصل کتاب سے مراجعت ضرور کر لی جائے، صرف مکتبہ شاملہ وغیرہ پر انحصار کرکے حوالے لکھ دینا درست نہیں ہے۔

دوسرا فائدہ:

مذکورہ کتب میں الفاظ کی ترتیب حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہوتی ہے۔جس طرح لغت سے کوئی لفظ تلاش کیا جاتا ہے، بالکل اسی طریقے سے حدیث بھی تلاش کی جاتی ہے۔

تیسرا فائدہ:

''المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوی'' میں مسند احمد کی حدیث کے ساتھ جلد اور صفحہ نمبر لکھا جاتا ہے اور نسخہ میمنیہ کا حوالہ ہوتا ہے۔باقی کتبِ حدیث میں پائی جانے والی حدیث کے ساتھ کتاب کا رمز مثلاً خ، صحیح بخاری کے لئے، پھر اس میں کتاب کا نام مثلاً الطہارۃ ، پھر باب کا نمبر مثلاً ۱۰۔اکٹھا حوالہ اس طرح ہوگا: خ، الطھارۃ: ۱۰.باقی کتب بھی اسی طریقے پر قیاس کرلیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا طریقہ: موضوعی اعتبار سے تخریج کرنا:

حدیث کے موضوع کے اعتبار سے حدیث کی تخریج کرنا۔ جس حدیث کی تخریج کرنی ہے، اس کے موضوع کا علم ہو، مثلاً: فلاں حدیث وضو کے متعلق ہے تو اس حدیث کو وضو کے متعلق احادیث میں تلاش کیا جائے گا۔ اب وضو کے متعلق حدیث کو کتاب الجہاد میں تو تلاش کرنا درست نہیں، بلکہ کتاب الطھارۃ ہی میں تلاش کرنا ہوگی، اس طریقے سے تلاش کرنے کے لئے فقہی ترتیب پر لکھی گئی کتب میں حدیث تلاش کرنا ہوگی، اس ایک مثال پر باقی کو قیاس کرلیں۔

اگر کسی حدیث کا تعلق قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر سے ہے تو اس حدیث کو کتب تفاسیر میں تلاش کرنا ہوگا، مثلاً تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر الثوری، تفسیر عبدالرزاق تفسیر مجاہد، تفسیر ابن کثیر وغیرہم۔ اگر کسی حدیث کا تعلق کسی آیت کے سبب نزول سے ہے تو اس حدیث کو سببِ نزول پر لکھی گئی مستند کتب میں تلاش کیا جائے گا، مثلاً أسباب النزول للواحدی، العجاب فی أسباب النزول لابن حجر۔ وغیرہ

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ موضوعی اعتبار سے کس طرح حدیث کی تخریج کرنی ہے۔

اگر کسی حدیث کا تعلق غریب الحدیث سے ہے تو اس کی تخریج کتب غریب الحدیث سے ہی کی جائے گی۔ کتب غریب الحدیث درج ذیل ہیں، غریب الحدیث لأبی عبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث للحربی، غریب الحدیث لابن قتیبہ، اور ان کی دوسری کتاب غلط أبی عبید، غریب الحدیث للخطابی، الغریبین لابی عبید الهروی، المجموع المغیث فی غریب الحدیث لأبی موسی المدینی، النهایة فی غریب الحدیث لابن الأثیر وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا طریقہ:

صحابی کے واسطے سے تخریج کرنا، اس طریقے میں مطلوبہ حدیث کے سب سے اوپر والے راوی یعنی صحابی کا علم ہو مرفوع ہونے کی صورت میں یا تابعی کے نام کا علم ہو مرسل ہونے کی صورت میں۔

محدثین نے اس طرز پر بھی کتب تصنیف کی ہیں، مثلاً جس صحابی کی روایت تلاش کرنی ہے، اس صحابی کا نام تلاش کرکے اس میں وہ مطلوبہ حدیث تلاش کی جائے گی۔ یہ طریقہ اس وقت ممکن ہے جب صحابی کے نام کا علم ہو۔ اس طریقے پر بے شمار کتب لکھی گئی ہیں، مثلاً کتب الأطراف ،أطراف الصحيحين لأبی مسعود الدمشقي،أطراف الكتب الستة لأبی الفضل محمد بن طاهر بن أحمد المقدسی ،الاشراف علی الأطراف لابن عساكر ،تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف لأبی الحجاج المزی ،اتحاف المهرة بأطراف العشرة لابن حجر العسقلانی ۔

اس طریقے کے فوائد:

(۱) حدیث کے طرق ایک ہی جگہ جمع ملتے ہیں، اس سے حدیث کے متواتر، مشہور، عزیز یا غریب ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔

(۲) سندوں کا آپس میں موازنہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ کون کس کی متابعت کر رہا ہے یا فلاں کے کتنے تلامذہ یا شیوخ ہیں۔

(۳) حدیث کو کس کس نے نکالا ہے اور وہ کتب حدیث میں کہاں کہاں پائی جاتی ہے؟

چوتھا طریقہ:

حدیث کے ابتدائی حصے کو مدنظر رکھ کر حدیث کو تلاش کرنا، یعنی جن الفاظ سے حدیث

" محكم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شروع ہورہی ہے، ان کے ذریعے تخریج کرنا، مثلاً "انما الأعمال بالنیات" اس حدیث کو تلاش کرنے کے لئے "انما الأعمال بالنیات" کو مطلوبہ کتب سے تلاش کرنا ہوگا۔

یہ طریقہ اختیار کرنے کے لیے حدیث کے ابتدائی حصے پر مطلع ہونا ضروری ہے، پھر ابتدائی حصے کے پہلے حرف کو مطلوبہ کتب میں تلاش کرنا ہوگا جب وہ مل جائے گا تب اگلے حرف کو پھر اس کے ساتھ والے کو، اس طرح اصل مقصود تک انسان پہنچ جاتا ہے۔

فائدہ:

اس طریقے سے انسان بڑی جلدی اصل مقصود تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس میں یہ نقص بھی ہے کہ شروع حصے میں معمولی سی تبدیلی واقع ہوجائے تب انسان اصل مقصود تک پہنچے میں ناکام رہتا ہے۔

اس طریقے پر لکھی گئی کتب:

الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر للسیوطی ،الفتح الکبیر فی ضم الزیاد الی الجامع الصغیر للسیوطی ،الجامع الأزھر من حدیث النبی الأنور للمناوی ،،تمام کتبِ فہارس مثلاً فہرس مسند احمد، فہرس صحیح البخاری وغیرہ

پانچواں طریقہ:

حدیث میں موجود کسی صفت کی بنا پر تخریج کرنا، یعنی کسی حدیث کی تخریج کرنی ہے لیکن پہلے چاروں طریقوں سے اس پر اطلاع ممکن نہیں لیکن اس مطلوب حدیث میں کوئی ایسی صفت ہے جو آپ کو یاد ہے مثلاً وہ حدیث قدسی ہے یا متواتر ہے یا مشہور ہے یا مرسل تو ایسی صورت میں اس صفت پر لکھی گئی کتب میں وہ حدیث تلاش کی جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

،اور جن آلات کو آل شیطان یہود وہنود گمراہیوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں، اہل علم انھیں آلات کو دین کی سربلندی لئے کیوں نہ استعمال کریں؟

یادرہے پرنٹ کتب پر کوئی بھی انگلی نہیں اٹھاتا، اسی طرح پی ڈی ایف اور یونیکوڈ کتب پر بھی انگلی نہیں اٹھانی چاہئے۔جس طرح پرنٹڈ کتب سے فائدہ اٹھانے والے بہت کم ہیں، اسی طرح شاملہ اور نیٹ سے فائدہ اٹھانے والے بھی نہایت کم لوگ ہیں، دونوں طرز کی کتب سے فائدہ اٹھانے میں محنت، جستجو، دلچسپی اور لگن چاہئے، ورنہ اکثر لوگ نہ پرنٹڈ کتب سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ شاملہ اور نیٹ۔فافھم

تخریج لکھنے کے اصول:

تخریج مختلف طریقوں سے لکھی جاتی ہے اور اس کو لکھتے وقت درج ذیل قواعد کو سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے:

(۱) سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس کتاب سے حدیث ملی ہے، پہلے کتاب کا نام لکھا جائے، مثلاً صحیح البخاری، پھر لکھا جائے کہ صحیح بخاری کی کس کتاب میں حدیث ہے، مثلاً کتاب الایمان، پھر لکھا جائے کہ کتاب الایمان کے کس باب میں حدیث ہے، مثلاً باب فلان۔۔پھر کتاب کا جزونمبر اور صفحہ لکھا جائے، مثلاً ج ا ص ۲۲، اور پھر اس حدیث کا نمبر لکھا جائے اگر میسر ہو اور کتاب کا طبع لکھا جائے مثلاً ط: دار السلام الریاض۔

تخریج میں یہ سب سے اہم طریقہ ہے، اس سے قاری بڑی جلدی اصل کتاب میں موجود حدیث تک پہنچ سکتا ہے۔

اس طریقے میں تخریج کو اکٹھا اس طرح لکھا جائے گا:

صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فلان، ج ۱ ص ۲۲، ح: ۳۳، ط: دار السلام الریاض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② مختصر اندازِ تخریج یہ ہے کہ حدیث جس کتاب میں ہے، اس کا نام لکھ کر حدیث کا نمبر یا صفحہ اور جلد لکھ دی جائے، مثلاً: [1]

③ تخریج لکھتے وقت کتب حدیث کے مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، مثلاً کتب ستہ کے مراتب یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داود، سنن النسائی، سنن الترمذی، سنن ابن ماجہ۔ تخریج لکھتے وقت کتاب کے مرتبے کے مطابق لکھا جائے گا۔

④ اگر کوئی حدیث مسند احمد اور کتب ستہ میں ہے تو اصول کی پیروی کرتے ہوئے پہلے مسند احمد کا نام لکھا جائے۔ البتہ کتب ستہ کے تداول اور شہرت کے اعتبار سے کتب ستہ کے بعد بھی مسند کا حوالہ لکھا جا سکتا ہے۔

⑤ اگر ایک حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے تو لکھتے وقت دونوں کا حوالہ دینا ضروری ہے، کیونکہ جو حدیث دونوں میں ہے، وہ صحیح حدیث کے اعلیٰ ترین درجے پر فائز ہے، جس کو متفق علیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض مخرجین اس اہم اصول سے ناواقف ہیں اور متفق علیہ حدیث پر صرف بخاری یا صرف مسلم کا نام لکھتے ہیں، حالانکہ یہ فحش غلطی ہے۔ مثلاً "عذاب القبر حق" پر صحیح بخاری لکھنا غلط ہے، کیونکہ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے، اس پر حوالہ متفق علیہ لکھنا چاہیے۔

⑥ تخریج کرتے وقت سب سے پہلے حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں دیکھنی چاہیے، اگر حدیث ان دونوں کتب یا کسی ایک میں ہے تو ہمیں یقین حاصل ہو گیا کہ یہ حدیث صحیح ہے، پھر تفصیلی تخریج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

⑦ صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی حدیث کی تخریج کے وقت "اسنادہ صحیح" یا "حدیث

[1] صحیح البخاری ح:۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح ” لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس حدیث کا صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہونا ہی اس کے صحیح ہونے کو مستلزم ہے۔ لیکن اگر کوئی صحتِ حدیث کے درجے کی تعیین کی خاطر لکھ دیتا ہے تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں جس طرح امام البانی نے بعض کتب میں اور استاد محترم شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے مسند سراج کی تحقیق میں یہ انداز اپنایا ہے۔

(۸) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ جتنی بھی کتب کے مصنفین نے اپنی کتب میں صحیح احادیث کا اہتمام کیا ہے، کسی حدیث کا ان کتب میں ہونا صحیح ہونے کے لئے کافی نہیں ہے کیونکہ ان کتب میں بے شمار ضعیف اور غیر ثابت روایات موجود ہیں، نیز ان کتب کی صحت پر اتفاق بھی نہیں ہے۔ وہ کتب درج ذیل ہیں، صحیح ابن خزیمہ ،صحیح ابن حبان ،المنتقی لابن الجارود، المختارة لضیاء المقدسی، مستدرک حاکم وغیرہ۔ ان میں اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود حدیث کو لکھنے سے پہلے تحقیق کریں گے جو محدثین کے قواعد کے مطابق صحیح ہوگی، اسے صحیح تسلیم کیا جائے۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ مذکورہ بالا کتب میں موجود احادیث ان کے مؤلفین کے نزدیک صحیح ہیں اور تخریج میں ان کی تصحیح کی نسبت ان کے مؤلفین کی طرف کرنا درست ہے۔

(۹) حدیث کی تحقیق وتخریج کرتے وقت اگر کوئی روایت ضعیف ثابت ہو جائے تو سببِ ضعف بھی لکھنا چاہیے۔ بعض تاجر قسم کے محقق یہ تو لکھتے ہیں ”ضعیف “لیکن وجہ ضعف نہیں لکھتے اور بعض نا اہل محققین مختلف علماء کی آراء لکھ دیتے ہیں اور راجح تحقیق کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتے مثلاً اس حدیث کو حازم علی قاضی نے صحیح کہا ہے اور دکتور بسام نے ضعیف کہا ہے، جبکہ شیخ البانی نے حسن کہا ہے!! یہ انداز انتہائی غلط ہے اس سے قاری کا ذھن منتشر ہو جاتا ہے کہ اب کیا کروں؟ کس کی بات مانوں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) ہمارے ہاں عموماً "مشکاۃ" "بلوغ المرام" اور "ترغیب و ترھیب" وغیرہ کے حوالے بھی دیے جاتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر کمزوری یہ ہے کہ مثلاً: حدیث تو "المنتقی" لابی البرکات ابن تیمیہ میں ہے۔ مگر حوالہ "نیل الأوطار" کا دیا جاتا ہے۔

(۱۱) تخریج کا معنیٰ یہ ہے کہ حدیث کو کسی ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا جائے جس کے مؤلف نے اس حدیث کو اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہو اور ساتھ ہی حدیث کا درجہ بھی بیان کیا جائے، یعنی کہنا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف وغیرہ وغیرہ

یہ صحیح ہے کہ حدیث پر حکم لگانا کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے مگر محدثینِ عظام کا لگایا ہوا حکم نقل کرنا تو کوئی مشکل نہیں (1)

(۱۲) کسی حدیث کو اس کتاب کی طرف منسوب کرنا جس میں اس کا نام ونشان نہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہے جس سے بچنا بہت ضروری ہے، مثلاً دیکھیں مشہور من گھڑت روایت "فأعرضوا علی کتاب اللہ" کو اصول شاشی کے حاشیہ: نمبر۲، ص۷۶ میں صحیح بخاری کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اسی طرح تفتازانی حنفی نے تلویح (۲/۹، مصر) میں بھی اس کو بخاری کی طرف منسوب کیا ہے، جو سراسر غلط ہے، اسی طرح مشہور منکر اور ضعیف روایت کہ والدین کی طرف ایک دفعہ دیکھنے سے حج مبرور کا ثواب ملتا ہے کو "خطبات ضیاء اللہ شاہ بخاری" میں مسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ یہ فحش غلطی ہے۔

معروف محقق، محدث العصر شیخ عبد الروف بن عبد الحنان بن حکیم اشرف حفظہ اللہ (سندھو، قصور حال مقیم کویت) لکھتے ہیں: "بعض احادیث ایسی ہیں جنھیں مؤلف (صلاۃ الرسول از

(1) (القول المقبول: ص ۱۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناقل) نے ابوداود کی طرف منسوب کیا ہے، جب کہ وہ بخاری ومسلم یا دونوں میں سے کسی ایک میں موجود ہیں، اس طرح بعض احادیث ایسی بھی ہیں جن کو موصوف نے مسلم کی طرف منسوب کیا ہے ، جب کہ وہ بخاری میں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ موصوف نے بعض مسائل کے لئے ابوداود وغیرہ کے حوالے سے احادیث ذکر کی ہیں، جب کہ ان مسائل کے بارے میں بخاری ومسلم میں بھی احادیث موجود ہیں، یہ کمزوری صرف اور صرف اس کتاب کی نہیں بلکہ ہماری اکثر کتابوں کا یہی المیہ ہے (1)

حدیث کا غلط انتساب بڑے بڑے محدثین سے بھی صادر ہوا ہے، مثلاً امام حاکم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث "کان آخر وصية" کے بارے میں فرماتے ہیں: "وقد اتفقا على اخراج هذا الحديث وعلى اخراج حديث عائشة: آخر كلمة تكلم بها الرفيق الاعلى"

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آخر کلمۃ کو بھی بیان کیا ہے۔" (2)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ہمارے فاضل دوست اور عظیم محقق جن کے متعلق محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظه الله لکھتے ہیں: "جناب خبیب صاحب میدانِ تحقیق کے شناور ہیں، ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔" (3)

اور ہمارے فاضل دوست شیخ خبیب احمد حفظہ اللہ کے علمی وتحقیقی مضامین رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں جو عرب وعجم کے محققین سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ والحمد للہ

(1) (القول المقبول ص:١٦)

(2) (المستدرك: ج٣ص ٥٧)

(3) (تقديم مقالات اثريه ص:٤٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد خبیب احمد حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''امام حاکم کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا انتساب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی طرف کرنا محل نظر ہے، کیونکہ یہ روایت سنن النسائی اور سنن ابن ماجہ میں ہے، علامہ مزی رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کو ان دونوں کتب کی طرف منسوب کیا ہے۔(تحفۃ الاشراف للمزی: ج۱ص۳۱۹،ح:۲۲۹) یہ روایت صحیح ابن حبان میں بھی موجود ہے جیسا کہ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے، موارد الظمان (ص۲۹۸،ح:۱۲۲۰) میں ذکر کیا ہے معلوم شد کہ موارد الظمان زوائد علی الصحیحین ہے ۔یعنی اس میں صحیح ابن حبان کی ایسی روایات ہیں جو بخاری ومسلم میں نہیں، چنانچہ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ مقدمہ کتاب میں فرماتے ہیں :''فقد رأیت أن أفرد زوائدصحیح أبی حاتم محمد بن حبان البستی علی صحیح البخاری و مسلم'' (1)

یہ مضبوط دلیل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری ومسلم میں نہیں۔ امام حاکم کا اسے ان کتب کی طرف منسوب کرنا قابل غور ہے۔حافظ ذہبی رحمہ اللہ کو بھی چاہیے تھا کہ وہ اس میں امام حاکم کا تعاقب کرتے۔

تنبیہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اتحاف المہرۃ (ج۲ص۲۴۹،ح:۱۶۴۳) میں اسے صحیح ابن حبان اور مسند احمد کی طرف منسوب کیا ہے اور المستدرک کا حوالہ ان سے رہ گیا ہے، حالانکہ یہ کتاب ان کی شرط پر ہے۔فلیستدرک علیہ (2)

دورانِ تخریج، تخریج شدہ کتب سے استفادہ کرنا:

جب آپ تخریج کر رہے ہیں تو آپ کے ہم عصر یا ماضی کے کسی اہلِ علم نے جو کتبِ

(1) (مقدمہ موارد الظمان :ص۲۸)

(2) (مقالات اثریہ ص:۴۸۴۔۴۸۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی تخریج کی ہے، ان کی تخریج سے فوائد حاصل کرنا بہت ضروری ہے لیکن چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) تخریج شدہ کتاب پر کلی اعتماد نہیں کرنا چاہئے، بلکہ جس کا حوالہ دیا گیا ہے اس کو خود ضرور دیکھنا چاہئے، مثلاً دورانِ تخریج محدث البانی رحمہ اللہ کی کتاب الصحیحۃ سے تخریجِ حدیث کے متعلق کچھ اہم حوالہ جات ملیں، تو ان حوالوں کو پہلے اصل کتب سے دیکھ لیا جائے، پھر لکھا جائے۔ اگر آپ نے حوالے خود اصل مصادر ومراجع سے دیکھے ہیں اور وہ الصحیحۃ میں جمع شدہ تھے تو آپ الصحیحۃ کا حوالہ نہ بھی لکھیں تو کوئی حرج نہیں، بلکہ اصل کتابوں کے حوالہ جات ہی کافی ہیں، لیکن اگر آپ خیال کرتے ہیں کہ الصحیحۃ میں کچھ نادر اور اہم فوائد ہیں تو اصل کتب کا حوالہ دے کر آخر میں لکھ دیں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: (الصحیحۃ) تاکہ آپ کی کتاب سے قاری "الصحیحۃ" کے فوائد تک بھی رسائی حاصل کر سکے۔

(۲) اگر آپ کسی وجہ سے اصل کتابوں سے حوالے نہیں دیکھ سکے، تب تخریج میں الصحیحہ سے حوالے لکھ کر آخر میں لکھ دیں، کذا فی الصحیحۃ یا ماخوذ من الصحیحۃ یا بحوالہ الصحیحۃ، تاکہ امانتِ علمی قائم رہے۔ یہاں ایک بات بطور تنبیہ عرض ہے کہ ہمارے ایک فاضل دوست نے تفسیر ابن کثیر کی تخریج کی تھی، انھوں نے کئی جگہوں پر بطور فائدہ شیخ البانی رحمہ اللہ کی اہم کتب کے حوالے بھی دیئے تھے، تاکہ قاری تفصیل وہاں دیکھ سکے، تو تفسیر ابن کثیر پر ایک دوسرے اہل علم کو نظر ثانی کے لئے کہا گیا تو اس اہل علم نے شیخ البانی رحمہ اللہ کی تمام کتابوں کے ناموں پر قلم پھیر دیا۔ جب ابن کثیر شایع ہوئی تو کئی جگہوں پر ناشر نے شیخ البانی رحمہ اللہ کے نام قائم رکھے، تو نظر ثانی کرنے والے اہل علم نے کتاب دیکھی تو آگ بگولہ ہو گئے کہ شیخ البانی کی کتب کے حوالے کیوں رہنے دیئے؟؟ یہ انداز غلط ہے اور امت کو کسی تعصب کی وجہ سے علمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فوائد سے محروم کرنا ہے، شیخ البانی رحمہ اللہ کی کتب کا کیا مقام ہے، پوری دنیا جانتی ہے، اب ان سے استفادہ سے کون روک سکتا ہے۔ فرحمہ اللہ

(۳) اصل کتاب دیکھنے کے بہت زیادہ فوائد ہیں، جن میں اہم درج ذیل ہیں:

الف: یقین حاصل ہوتا ہے کہ یہ حدیث واقعتاً اسی کتاب میں ہے ورنہ شک ہی رہتا ہے۔

ب: محقق کی غلطی واضح ہو جاتی ہے، مثلاً ایک حدیث مسلم کی ہے اور اس نے سنن ابی داود کا حوالہ دیا ہے۔

ج: محقق کی تحقیق میں وہ حدیث سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حالانکہ اصل کتب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

د: محقق کی تحقیق میں روایت یا راوی ضعیف ہے لیکن اصل کتب کی طرف مراجعت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ تو صحیح حدیث ہے یا راوی ثقہ ہے۔ یا مخرج سے راوی کی تعیین میں غلطی ہوئی ہے۔

ر: اصل کتاب دیکھنے سے حدیث پر محدث کا حکم بھی مل جاتا ہے، اس طرح بعض دفعہ اسنادی بحث یا کوئی قیمتی فائدہ خواہ فقہ کے متعلق ہو مل جاتا ہے تبویب وغیرہ سے جو پہلے محقق نے ذکر نہیں کیا ہوتا۔

س: پہلے محقق کی نظر میں علت حدیث ایک تھی، جب اصل کتاب دیکھی تو علتیں اور بھی مل گئیں۔

ص: پہلے محقق کی نظر حدیث میں موجود ضعف کی طرف نہیں گئی، جو بعد والے پر واضح ہو گئی۔

ط: ایک حدیث کو اصل کتاب سے تلاش کرتے ہوئے بے شمار نئے فوائد پر اطلاع ہو جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول تخریج وتحقیق پر کتب:

اس فن میں جو کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

1. الموجز فی المراجع ... للدکتور محمود محمد
2. تحقیق المخطوطات بین النظریة والتطبیق ،للدکتور فهمی سعد والدکتور طلال مجذوب .
3. تحقیق نصوص التراث فی القدیم والحدیث ،للدکتور نور الدین
4. منهج تحقیق المخطوطات للطباع
5. المنهاج فی تالیف البحوث وتحقیق المخطوطات
6. ضبط النص والتعلیق علیه للدکتور بشار عواد
7. قواعد تحقیق المخطوطات للدکتور صلاح الدین المنجد
8. تحقیق النصوص ونشرها للدکتور عبدالسلام محمد هارن
9. کیف تحقق مخطوطا؟ للمبتدئین
10. طرق تخریج حدیث رسول الله ﷺ

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

اصولِ سند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصول سند

سند کے متعلق اصول وضوابط درج ذیل ہیں:

(۱) سند کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔

جب بھی کوئی حدیث پیش کرے تو اس سے سند کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ سند دین سے ہے امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

اسناد دین سے ہیں اگر اسناد نہ ہوتیں تو جو شخص جو کچھ چاہتا، کہتا۔ (مقدمہ صحیح مسلم ۳۲)

حافظ ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم السجزی فرماتے ہیں: ہر شخص جو سنت کا مدعی ہے، یہ ضروری ہے کہ جو وہ کہتا ہے اس کے بارے میں اس سے سند کا مطالبہ کیا جائے، پھر وہ اگر سند پیش کردے (اور وہ صحیح ہو) تو اس کی سچائی معلوم ہو جاتی ہے اور اس کی بات قبول ہو جاتی ہے

فرق باطلہ کی اکثر بدعات وخرافات کا سرچشمہ ضعیف، موضوع اور بے سند روایات ہوتی ہیں جو ساری کی ساری صحیح سند کا مطالبہ کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں۔ والحمد للہ.

(۲) سند کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

جب بھی کوئی سند پیش کرے تو اس وقت تک وہ قبول نہ کی جائے جب تک وہ صحیح ثابت نہ ہو، اگر وہ حدیث محدثین کے اصول کے مطابق صحیح ہے تو اس پر عمل واجب ہے اور اسے ترک کرنا حرام ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے۔

امام ابن حزم فرماتے ہیں: جو شخص نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث معلوم ہو جانے یا نبی کریم ﷺ جو لائے ہیں اس پر محدثین کا اجماع ہونے کے بعد اس کا انکار کرے تو وہ کافر ہے [1]

[1] (المحلی: ۱/۱۲ مسئلہ: ۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح سند کی شرائط:

کسی بھی سند کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تین شرطیں پائی جائیں.

پہلی شرط: سند متصل ہو یعنی ہر راوی کا دوسرے سے لقاء اور سماع ہو۔

دوسری شرط: تمام راوی عادل ہوں یعنی حقیقی مسلمان ہوں، فاسق وفاجر نہ ہوں۔

تیسری شرط: تمام راوی حفظ وضبط کے اعتبار سے مضبوط ہوں۔ جب یہ تینوں شرطیں کسی سند میں پائی جائیں گی تب وہ سند صحیح ہوگی۔

فائدہ: سند کے صحیح ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ یہ بات جاننا نہایت ضروری ہے کہ جب ایک سند صحیح ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث بھی صحیح ہوگی، کیونکہ متن کے صحیح ہونے کے لیے دو الگ شرطیں ہیں:

پہلی شرط: وہ شاذ نہ ہو

دوسری شرط: وہ معلول نہ ہو

اگر سند صحیح ہے لیکن وہ متن شاذ ہے تب متنِ حدیث کو شاذ ہی کہا جائے گا، مثلاً حدیث (واذ قرأ فانصتوا)

فائدہ: بعض محدثین سند اور متن دونوں کے صحیح ہونے پر ''سندہ صحیح'' کا اطلاق کر دیتے ہیں، اس طرح بعض میں ضعف ہونے کی وجہ سے ''سندہ ضعیف'' کہہ دیتے ہیں خواہ اس کا متن صحیح بخاری کا بھی کیوں نہ ہو!

تحقیق حدیث کے وقت صرف ایک سند کو پیش نظر رکھ کر حکم نہیں لگانا چاہیے، بلکہ پہلے اس حدیث کی تمام اسانید کو جمع کیا جائے، پھر تمام پر بحث کرتے ہوئے حدیث پر حکم لگایا جائے، جس طرح شیخ البانی کرتے ہیں، اور اگر متن میں کوئی خرابی ہے تو اس پر بھی تبصرہ کیا جائے۔ اور شواہد اور توابع کو نظروں میں رکھنا بہت ہی فائدہ مند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی تحقیق کرنے کا طریقہ:

جس حدیث کی تحقیق کرنی ہے، اس میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے، پھر آپ تحقیق میں اصل نتیجہ کو حاصل کر سکتے ہیں:

الف: مطلوبہ حدیث کی تمام سندوں کو جمع کرنا۔

ایک حدیث کی تمام سندوں کو جمع کرنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ آپ اس حدیث کی سب سے پہلے تخریج کریں کہ یہ حدیث کس کس کتاب میں آتی ہے؟ جتنی کتبِ حدیث میں وہ حدیث آتی ہے، ہر ایک کتاب کی سند الگ الگ لکھتے جائیں مثلاً آپ کے پاس اس ایک حدیث کی ۱۰ سندیں جمع ہو گئی ہیں، اب ان تمام میں غور کریں کہ یہ جمع کہاں ہوتی ہیں؟ جس راوی پر یہ سندیں جمع ہو رہی ہیں، گویا وہ مرکزی راوی ہے جس کے بعد دس کی دس سندیں ایک ہو گئی ہیں اور اس مرکزی راوی سے پہلے سندیں مختلف ہیں، اب ہر ہر راوی پر تحقیق شروع کریں۔

راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ:

① راوی کا تعین کہ یہ وہی راوی ہے جس کی تلاش ہے، اس کا تعین اساتذہ اور شاگردوں کو دیکھنے سے ہوتا ہے، اس میں راوی کی کنیت اور نسبت بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ راوی کے تعین کے بعد راوی پر جرح وتعدیل دیکھی جائے۔

رواۃ کا صحیح تعین کرنا بہت ضروری ہے، دورانِ تحقیق جس راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بحث کرنی ہے، سب سے پہلے اس راوی کا تعین ضروری ہے کہ راوی کون ہے؟ اصل نام سے واقفیت حاصل کی جائے، پھر دیگر امور پر عمل کیا جائے۔ بعض محققین اس میں عجلت کی وجہ سے تعین میں غلطیاں کر جاتے ہیں، جس سے راوی کوئی سے کوئی ہو جاتا ہے۔

بطورِ نمونہ چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الصمت لابن ابی الدنیا کی تحقیق دکتور نجم عبدالرحمٰن خلف نے کی ہے، اس کتاب کی تحقیق میں محقق سے راویوں کے تعین میں بہت غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، جن کی تفصیل محدث العصر امام ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "تحقیق کتاب الصمت" کے (مقدمہ: ص، ۵تا ۱۵) میں درج کی ہے، اس سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ شیخ الحوینی حفظہ اللہ نے تو (۴۷) مثالیں پیش کی ہیں۔ ان میں سے بعض پیش خدمت ہیں:

(۱) کتاب الصمت رقم الحدیث: ۲۳، عاصم، عن ابی وائل۔ محقق نجم عبدالرحمٰن خلف نے کہا: عاصم هو ابن سليمان۔ محدث الحوینی نے فرمایا: وهذا خطأ، انما هو عاصم بهدله

(۲) کتاب الصمت رقم الحدیث: ۲۹، عن ابن ابی لیلیٰ، محقق نجم نے کہا، ابن ابی لیلیٰ هو عبد الرحمن انصاری: المدنی الکوفی

محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے، درست محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ہے

(۳) کتاب الصمت رقم: ۳۵ عبد الله بن محمد الانصاری، محقق نے کہا: عبد الله بن محمد الانصاری له الاذان، مختلف فيه .

محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے درست یہ ہے کہ وہ عبد الله بن محمد بن سعد الانصاری ہے

(۴) کتاب الصمت: رقم ۶۷ الاعمش عن صالح بن حیان: ثقة، آخر هما صالح بن حیان القریشی ضعیف ہے۔

محدث الحوینی نے کہا: محقق پر نام میں تصحیف ہوگئی ہے۔ درست بات یہ ہے کہ وہ صالح بن خباب ہے۔

(ب) تحقیق حدیث میں ضعیف راوی کی متابعت تلاش کرنی چاہیے، اگر ضعیف راوی کا تابع مل گیا ہے تو اس سے ضعف مضر نہیں رہتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) تحقیقِ حدیث کرتے وقت حدیث کا شاہد تلاش کرنا۔ اگر ایک سند ضعیف ہے لیکن اس کا صحیح شاہد مل گیا تو وہ حجت ہوگی۔

(د) اگر کسی سند میں کثیر التدلیس راوی عن سے بیان کر رہا ہے تو اس مدلس راوی کے سماع کی صراحت دیگر کتب سے تلاش کرنی چاہیے، جب مدلس سماع کی صراحت کردے تو اس کی روایت صحیح ہو جاتی ہے۔

(ر) تحقیق کرتے وقت اپنے سے پہلے محدثین ومحققین کی تحقیق سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیے اوران کی آرا کو بھی مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ ان کی نظر بہت وسیع تھی اور وہ فن تخریج و تحقیق میں پختہ تھے۔ دلیل کی بنا پر ان سے اختلاف بھی ممکن ہے، لیکن یہ اختلاف کسی شاذ اصول یا تعصب کی وجہ سے نہیں ہونا چاہئے، جس طرح بعض لوگوں نے باور کروایا ہے حالانکہ وہ بذات خود شاذ اصولوں کو آڑ بنا رہے ہوتے ہیں۔

(س) تحقیق کرتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے، بلکہ بہت زیادہ محنت کرنی چاہیئے خواہ ایک حدیث کی تحقیق میں ایک سال لگ جائے، کیونکہ یہ معاملہ شریعت کا ہے۔ حدیث کو صحیح کہا تو دین کا حصہ شمار ہوگی اور اگر ضعیف کہا تو دین تصور نہیں کی جائے گی۔ وہ علماء جو تحقیق میں عجلت سے کام لیتے ہیں، منٹوں سیکنڈوں میں تحقیق کرتے ہیں اور پھر اگلے ہی گھنٹے اس سے رجوع کر لیتے ہیں ، پھر چند دن بعد کوئی تحقیق سامنے آئی تو اور موقف بنالیا، گویا اس طرح ایک حدیث کے بارے میں کئی مرتبہ اپنی تحقیق بدلتے نظر آتے ہیں، اس کی وجہ صرف جلد بازی ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ ایک حدیث کی تحقیق کرتے وقت تمام طرق جمع کیے جائیں، تمام محدثین کا کلام اس حدیث پر دیکھا جائے، اب تو انٹرنیٹ اور مکتبہ شاملہ وغیرہ بھی عام ہیں، ان سے بھی مدد لی جائے اور اصل سے مراجعت کرلی جائے، پھر موجودہ محققین اہل علم سے مشورہ کیا جائے، پھر استخارہ کیا جائے، جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پورا یقین ہو جائے تب جا کر اس تحقیق کو حتمی شکل دی جائے۔ پھر پڑھنے والا کہے گا کہ واقعتاً تحقیق کا حق ادا کیا ہے، ورنہ تحقیق مذاق بن جائے گی۔ اس موقع پر ایک مثال دینا فائدہ سے خالی نہیں مشہور حدیث طلب العلم فريضة کی تحقیق کرتے وقت محدث البانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ میں نے اس کی آٹھ سندیں جمع کی ہیں باقی جمع کر رہا ہوں۔ (1)

شیخ کے شاگرد محدث ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اسی حدیث کی تخریج بائیس صفحات پر مکمل کی اور بیس سے زیادہ سندیں جمع کیں، پھر ہر ہر سند پر بحث کی اور آخر میں خلاصہ نکالا کہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ والحمد للہ، گویا انھوں نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ ایک طرف یہ تحقیق ہے اور دوسری طرف ایک یا دو سطروں میں تحقیق، اس سے منصف مزاج شخص فن تخریج میں محنت اور مشقت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے، کہ یہ کام عجلت میں کرنا چاہیے یا اس کے لئے لمبا وقت درکار ہے اور بڑا صبر آزما کام ہے۔

(1) (الصحيحة: ج١ ص٤١٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

اصولِ تحقیق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصول تحقیق

رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق

جب بھی کسی راوی کی تحقیق کرنی ہے تو ائمہ جرح وتعدیل کی کتب سے خوب استفادہ کرنا ہے، خواہ وہ کتب متقدمین کی ہوں یا متاخرین کی۔ بعض اہل علم اس موقع پر متاخرین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جو سراسر غلط ہے۔ اس بات کو تین مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کریں گے ان شاء اللہ.

مثال نمبرا: محمد بن ابی احمد، مولی زید بن ثابت کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا ہے جب کہ متاخرین میں سے حافظ ضیاء مقدسی (المختارة: ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱) حافظ ہیثمی (مجمع الزوائد: ج۲ ص ١٤) حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر: ج۱ ص۲۲٦) حافظ ابن حجر (فتح الباری: ج۷ ص۳۳۲) حافظ سیوطی (لباب النقول فی اسباب النزول ص: ٦٢) اور علامہ احمد شاکر مصری (تفسیر الطبری ص۲۱۷ فی الحاشية) نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ اس مثال سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

1. یہ راوی ثقہ ہے کیونکہ اس کو امام ابن حبان کے علاوہ کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے، گویا ابن حبان اکیلے نہ رہے۔
2. یہ جملہ کہہ کر کہ ابن حبان کے علاوہ باقی تمام متاخرین ہیں، لہذا متاخرین کی بات معتبر نہیں، متاخرین کی بات کو رد کر دینا غلط منہج ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس راوی کی ان محدثین کے توثیق کرنے کے باوجود اگر کوئی کہے: محمد بن ابی احمد "مجھول وثقه ابن حبان وحده" تو اس کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

مثال نمبر ۲: ایک راوی ہے ولید بن زوران، اس کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے، ان کے علاوہ امام بیہقی اور ابن حجر نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے تو اگر کوئی کہے کہ متقدمین میں سے صرف ابن حبان اکیلے نے ہی ثقہ کہا اس لئے یہ راوی مجہول ہی ہے۔ تو اس کی بات غلط قرار دی جائے گی اور اس میں بھی صحیح بات یہ ہے کہ اس راوی کو ابن حبان کے ساتھ بیہقی اور ابن حجر نے بھی ثقہ کہا ہے، جو دونوں اگرچہ متاخرین ہیں لیکن انھیں بھی رواۃ پر حکم لگانے کا ملکہ تامہ موجود تھا، بلکہ متاخرین کو کچھ نہ سمجھنا اور یہ کہہ کر ان کی خدمات جلیلہ پر پانی پھیر دینا کہ وہ متاخرین ہیں، انتہائی خطرناک معاملہ اور منہج ہے۔ متقدمین ہوں یا متاخرین، ان سے دلیل کی بنا پر اختلاف ہوسکتا ہے۔ مسئلہ اصولِ حدیث (مثلاً حسن لغیرہ) ہو یا رواۃ کی توثیق وتجریح دونوں جگہ پر یہ فرق درست نہیں مثلاً حسن لغیرہ کو امام بیہقی، ابن حجر وغیرہ حجت تسلیم کرتے ہیں تو اس کو حجت ہی تسلیم کیا جائے گا (یاد رہے کہ یہ بطور مثال بیان کیا ہے ورنہ ان سے پہلے بھی بہت سے محدثین سے حسن لغیرہ کا حجت ہونا ثابت ہے، تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔)

مثال نمبر ۳: ام محمد راویہ کو ابن حبان اور ابن عبدالبر نے ثقہ کہا ہے، اس راویہ کو ثقہ ہی مانا جائے گا اور اس کی حدیث صحیح ہوگی، اگر کوئی کہے کہ ابن عبدالبر متاخر ہیں تو اس کی بات مردود ہوگی کیونکہ متاخرین اور متقدمین کا یہ فرق درست نہیں ہے۔ ہم انھیں تین مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ مثالیں تو اور بھی بہت زیادہ ہیں۔

امام الجرح والتعدیل شیخ الاسلام محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اور حافظ ذہبی نے بھی اس کے متعلق "وثقه" کہا ہے، اس لئے صرف ابن حبان کی توثیق نہیں رہی بلکہ حافظ ذہبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی اس کی تائید کی ہے، لہٰذا وہ مجہول الحال نہیں رہے۔" (1)

سند میں سفیان سے مراد؟

سند میں جب سفیان آجائے تو اس سے مراد ثوری ہیں یا ابن عیینہ؟ اس فرق کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ثوری کے شاگرد کبار اور پرانے ہیں اور ابن عیینہ کے شاگرد صغار ہیں، انھوں نے ثوری کو نہیں پایا اور یہ بات واضح ہے، پس جب قدیم رواۃ نے بیان کیا ہو اور نام میں صرف سفیان بولا جائے تو اس سے مراد ثوری ہوں گے اور وہ وکیع، ابن مہدی، فریابی اور ابو نعیم کی مثل ہیں۔ ان راویوں میں سے اگر کوئی ابن عیینہ سے بیان کرے گا تو ان کا مکمل نام (سفیان بن عیینہ) واضح طور پر لے گا، صرف سفیان نہیں کہے گا اور جس راوی کی ثوری سے ملاقات ہی نہیں ہوئی اور اس نے ابن عیینہ کو پایا ہے تو وہاں تنبیہ کی ضرورت ہی نہیں، اس کے لئے رواۃ کے طبقات کی معرفت ہونا ضروری ہے۔ (2)

یہ ایک اہم قاعدہ ہے جو اکثر تلامذہ پر مخفی ہے۔

جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی:

ازدی خود ضعیف ہے، اس نے کسی راوی پر جرح کی تو اس پر تعلیق لکھتے ہوئے حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "هذه مجازفة ليت الأزدي عرف ضعف نفسه." "یہ ظلم ہے کاش ازدی اپنے ضعف کو پہچانتے۔ (3)

(1) (فتاوی راشدیہ: ج۱ ص۳۰۱)

(2) (سير أعلام النبلاء: ج۷ ص٤٦٦)

(3) (السير: ج۱۳ ص۳۸۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حبان فرماتے ہیں:"من المحال ان یجرح العدل بکلام المجروح ." یہ بات محال ہے کہ عادل راوی پر مجروح کے کلام کے ساتھ جرح کی جائے۔اسی طرح کچھ اور ضعیف راوی ہیں جو جرح وتعدیل کے لحاظ سے رواۃ پر حکم لگاتے ہیں، ان کی نہ جرح قبول ہے اور نہ ہی توثیق۔مثلاً شاذ کونی ،ابن خراش،سلمۃ بن القاسم ،دولابی وغیرہ۔

اہم اصطلاحات:

اس بحث میں علومِ حدیث کی اہم اصطلاحات پر بحث کی جائے گی۔ان شاء اللہ

(۱) صححه الحاكم ووافقه الذهبي:

اس کا مطلب ہے کہ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذھبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ اصطلاح علماء کے ہاں مشہور ہے۔مستدرک حاکم کی تلخیص میں جس حدیث پر حافظ ذھبی خاموشی اختیار کریں، اس خاموشی کو موافقت باور کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ کئی ضعیف اور موضوع روایات کو امام حاکم نے صحیح کہا اور ان پر ذہبی نے خاموشی اختیار کی ہے، بلکہ تلخیص مستدرک میں بعض روایات کو صراحتاً صحیح کہا ہے لیکن اپنی دیگر کتب میں ان پر سخت نکیر کی ہے ،یاد رہے صرف اس جگہ حافظ ذہبی کی موافقت تصور ہوگی، جہاں موافقت کا لفظ بولیں یا خود صحیح کہیں یا" قُلتُ کما قال" جیسے الفاظ کہیں،ورنہ محض خاموشی کو موافقت قرار دینا درست نہیں ہے۔اس اصول پر سیر حاصل بحث کا مطالعہ کرنے کے لئے فاضل محقق شیخ خبیب احمد حفظہ اللہ کی قیمتی اور لاجواب کتاب (مقالات اثریہ ،ص:۴۷۹تا۵۰۸) کا مطالعہ کریں۔

(۲) حافظ ذہبی کا کسی راوی کے متعلق کہنا: وُثِّقَ:

حافظ ذہبی اس اصطلاح کا اطلاق عام طور پر اس راوی پر کرتے ہیں جس کو صرف امام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن حبان نے صحیح کہا ہوتا ہے اور حافظ ذھبی خود ان راویوں کو میزان میں مجہول کہہ دیتے ہیں۔
تفصیل کے لئے دیکھئے: (1)

(۳) رجالہ رجال الصحیح.

اس کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی صحیح (بخاری یا مسلم یا صحیح حدیث) کے راوی ہیں، اگر کسی حدیث کے متعلق کوئی محدث یہ اصطلاح استعمال کرے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح ہے، اس جملہ سے صرف صحیح حدیث کی ایک شرط کا ثبوت ملتا ہے کہ راوی ثقہ یا صدوق ہیں اور یہ بھی بات تحقیق کی محتاج ہوتی ہے، کیونکہ بخاری اور مسلم کے کچھ راوی ایسے بھی ہیں جن کی روایت بخاری ومسلم میں ہونے کی وجہ سے صحیح ہے لیکن ان کی حدیث اگر کسی دوسری کتاب میں آجائے تو ضعیف ہوتی ہے۔ فافهم صرف راویوں کے ثقہ وصدوق ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا، بلکہ دیگر چیزوں کی بھی تحقیق کرنا ضروری ہے، مثلاً سند کا متصل ہونا، اس روایت کا شاذ اور معلول نہ ہونا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''صحیح کے راوی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے مروی ہر حدیث صحیح ہو۔'' (2)

(۴) رجالہ ثقات.

اس کا معنی ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، اس سے بھی روایت کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ روایت منقطع ہوسکتی ہے، اس طرح کوئی اور علت بھی ممکن ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :"لا یلزم من کون رجالہ ثقات ان یکون صحیحا۔" راویوں کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث صحیح ہے۔ (3)

(1) (الصحیحۃ للالبانی: ج٥ ص١٧٩)

(2) (النکت لابن حجر: ص٢٧٥)

(3) (التلخیص الحبیر: ج٣ ص١٩)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) أصح شيء في الباب .

اس کا مطلب ہے کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث یہی ہے۔

اس عبارت سے بھی حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا بلکہ محدثین اس اصطلاح کو ضعیف حدیث کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں اور اس وقت وہ مراد لیتے ہیں کہ اس باب میں یہ حدیث سب سے زیادہ راجح یا سب سے کم ضعف والی ہے۔ (1)

(۶) حدیث صحیح بمقابلہ حدیث صحیح الاسناد، حدیث حسن بمقابلہ حدیث حسن الاسناد زیادہ درجہ والی ہوتی ہے کیونکہ صحیح مطلق طور پر سند اور متن کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے جبکہ صحیح الاسناد سے صرف سند کا صحیح ہونا لازم آتا ہے۔ اس سے متن میں موجود کسی علت کی نفی نہیں ہوتی۔

(۷) يَتَلَقَّنُ: وہ لقمہ قبول کرتا ہے

کتب جرح وتعدیل میں کئی راویوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ "يَتَلَقَّنُ" وہ لقمہ قبول کرتا تھا، اس کا مطلب ہے کہ راوی کو کوئی چیز بتائی جائے اور وہ اسے یہ امتیاز کئے بغیر بیان کرتا ہے کہ یہ بات میری ہے یا نہیں۔ جو راوی لقمہ قبول کرتا ہے، اس سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی روایت بیان نہ کردے جو اس کی نہیں۔

تدلیس کے متعلق چند اہم اصول:

پہلا اصول:

قلیل التدلیس راوی کی عن والی روایت صحیح ہوتی ہے الا کہ اس میں تدلیس ثابت ہو جائے۔ ماقبل میں اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں، یہاں ایک مثال پیش خدمت ہے۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کی قلتِ تدلیس کی وجہ سے محدثین نے ان کی معنعن

(1) (الاذکار للنووی ص:۱۶۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت قبول کی ہے، جیسا کہ متعدد اہل علم نے تصریح کی ہے، حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”وہ بسا اوقات تدلیس کرتے تھے۔“ (1)

حافظ علائی نے انھیں دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے: ائمہ نے ان کے عن کو قبول کیا ہے۔ (2)

علامہ سبط ابن العجمی فرماتے ہیں: ”ائمہ نے ان کا عنعنہ قبول کیا ہے۔“

حافظ ابن حجر نے خود فتح الباری (ج ۱۰ ص ۴۲۷) میں انھیں قلیل التدلیس کہا ہے اور یہی راجح ہے۔

دکتور خالد بن منصور الدریس حفظہ اللہ (الحدیث الحسن: ج ۱ ص ۴۷۹)

دکتور عبداللہ دمفو (مقدمہ مرویات الزہری المعللۃ: ج ۱ ص ۵۴۔۵۵)

محدث ابو اسحاق الحوینی (بذل الاحسان: ج ۱ ص ۱۷، ۱۸)

دکتور ناصر بن حمد الفہد (منہج المتقدمین فی التدلیس ص: ۸۴۔۸۵)

دکتور محمد بن طلعت (معجم المدلسین ص: ۴۱۶۔۴۲۰)

دکتور حاتم شریف العونی (التخریج و دراسۃ الاسانید، ص: ۷۷)

استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری (توضیح الکلام، ج ۱ ص ۳۸۸۔۳۹۰)

وغیرہ علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قلیل التدلیس کا عن سے روایت کرنا مضر نہیں ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
Cell: 03334554058
0303-4807363
حافظ عبداللہ

دوسرا اصول: جو مدلسین صرف ثقہ راویوں سے بیان کریں تو ان کا عنعنہ مقبول ہوگا یہی موقف راجح ہے اور ائمہ فن کا یہی موقف ہے مثلاً

حافظ ابو الفتح الازدی (الکفایۃ: ج ۲ ص ۳۸۶)

حافظ ابو علی الحسین بن علی بن زید الکرابیسی (شرح علل الترمذی لابن رجب: ص ۵۸۳)

(1) (میزان الاعتدال: ج ۴ ص ۴۰)

(2) (جامع التحصیل، ص: ۱۳۰۔۱۳۵)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ بزار (النکت لابن حجر: ج۲ ص٦٢٤)

ابوبکر الصیرفی (النکت لابن حجر: ج۲ ص٦٢٤)

ابن عبدالبر (التمہید: ج۱ ص۱۷)

قاضی عیاض (مقدمہ اکمال المعلم، ص:۳۴۹)

حافظ علائی (جامع التحصیل، ص:۱۱۵)

حافظ ذہبی (الموقظہ ص:۱۳۲) وغیرہ

اس کی مثال میں صرف امام ابن عیینہ آتے ہیں۔ ان کے متعلق محدثین نے صراحت کی ہے کہ وہ صرف ثقہ راویوں ہی سے تدلیس کرتے تھے اور ان کا عن سے روایت کرنا کوئی مضر نہیں۔

امام ابن عیینہ کے عن کو ائمہ نے قبول کیا ہے مثلاً

حافظ ابوالفتح ازدی فرماتے "ہم ابن عیینہ جیسوں کی تدلیس (عنعنہ) قبول کرتے ہیں۔ (الکفایہ: ۳۸۷/۲، رقم: ۱۱٦٥) امام ابن حبان نے یہی موقف اپنایا ہے۔ (مقدمہ الاحسان: ۱۲۱/۱)

حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں: محدثین کے بقول ابن عیینہ کی تدلیس (معنعن) مقبول ہے. (التمہید: ۳۱/۱) قاضی عیاض (مقدمہ اکمال المعلم: ۳۴۹/۳۴۸) حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "ان (ابن عیینہ) سے احتجاج پر امت کا اجماع ہے وہ مدلس تھے مگر معروف ہے کہ وہ صرف ثقہ سے تدلیس کرتے تھے۔" (1)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: دوسرا طبقہ ان مدلسین کا ہے جن کی تدلیس کو ائمہ نے برداشت کیا ہے... یا وہ صرف ثقہ سے تدلیس کرتے ہیں جیسے ابن عیینہ ہیں (طبقات المدلسین: ۱۲) حافظ دارقطنی فرماتے ہیں: وہ صرف ثقات سے تدلیس کرتے ہیں (2)

(1) (میزان الاعتدال: ۱۷۰/۲، سیر اعلام النبلاء: ۲۴۲/۷)

(2) (سوالات الحاکم للدارقطنی: ۱۷۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس پر بہت زیادہ محدثین اور ائمہ فن کے اقوال ملتے ہیں، ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

تیسرا اصول: تدلیسِ کثیر کرنے والا راوی جب عن سے بیان کرے۔

مدلس راویوں کے مختلف طبقات ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ راوی اگر کثرت سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے مگر جو راوی قلیل التدلیس ہو تو اس کی معنعن روایت مقبول ہوگی الا کہ اس کی روایت میں تدلیس ثابت ہو جائے۔ یعنی وہ روایت تدلیس شدہ ہو گی، امام علی بن مدینی فرماتے ہیں: اذا كان الغالب عليه التدليس فلا حتى يقول: حدثنا "جب تدلیس اس پر غالب آجائے تب وہ حجت نہیں ہوگا، یہاں تک کہ وہ سماع کی صراحت کرتے ہوئے حدثنا (یاسمعت یا أخبرنا) کہے۔ (1)

امام مسلم نے فرمایا: "محدثین نے جن راویوں کا اپنے شیوخ سے سماع کا تتبع کیا ہے، وہ ایسے راوی ہیں جو حدیث میں تدلیس سے مشہور ہیں، وہ اس وقت ان کی روایات میں صراحتِ سماع تلاش کرتے ہیں، تا کہ ان سے تدلیس کی علت دور ہو سکے۔" (مقدمہ صحیح مسلم ص:۲۲ ط دارالسلام) یہی موقف محدثین کا ہے۔

حافظ ابن حجر کا سکوت:

حافظ ابن حجر کا اپنی کسی بھی کتاب مثلاً فتح الباری، التلخیص الحبیر، الدرایہ، ھدایۃ الرواۃ وغیرہ میں حدیث کو بیان کر کے اس پر سکوت اختیار کرنے سے اس حدیث کا حافظ ابن حجر کے نزدیک صحیح یا حسن ہونا لازم نہیں آتا۔ فتح الباری اور ھدایۃ الرواۃ کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر نے خود کہا ہے کہ جس حدیث پر میں خاموشی اختیار کروں، وہ میرے نزدیک حسن ہے۔ لیکن وہ اس اصول پر پورے نہیں اترے، بلکہ بعض کذاب ومتروک راویوں کی روایات پر بھی

(1) (الکفایۃ للبغدادی: ج۲ ص۳۸۷ وھو صحیح)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاموش رہے ہیں. مثلاً:

① احمد الباهلی بالاتفاق متروک اور کذاب روای ہے، لیکن اس سے مروی حدیث پر حافظ ابن حجر نے سکوت اختیار کیا ہے۔ (1)

② عبد الغفار بن قاسم کذاب اور متروک کی روایت پر حافظ صاحب نے خاموشی اختیار کی ہے۔ (2)

③ اسی طرح محمد بن سائب کلبی کی جھوٹی مروی روایت پر حافظ ابن حجر نے خاموشی اختیار کی (3)

صاحب بصیرت کے لیے یہی تین مثالیں کافی ہیں کہ حافظ ابن حجر اپنی کتاب میں کذاب اور متروک راویوں کی روایات موضوع پر بھی خاموشی اختیار کر جاتے ہیں تو ان کا سکوت حسن ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: (4)

امام حاکم اور علامہ ذہبی کا سکوت:

امام حاکم کا مستدرک حاکم میں اور حافظ ذھبی کا تلخیص مستدرک حاکم میں کسی حدیث پر خاموشی اختیار کرنا ان کے نزدیک حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا بعض لوگ اپنے مسلک کی تائید میں وارد روایت کو صحیح باور کرانے کے لیے مذکورہ بے بنیاد اصول کا سہارا لے لیتے ہیں اور

(1) (فتح الباری: ۳۱۶/۲، التلخیص: ۱۳۳/۲)

(2) (فتح البا ری: ۵۰۳/۸)

(3) (فتح البا ری: ۱۵۳/۷)

(4) (اعلاء السنن فی المیزان: ص ۸۹،۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلک کے خلاف

حدیث میں اپنے اس مزعومہ اصول کی دھجیاں اڑا دیتے ہیں۔ امام حاکم نے تو مستدرک میں کذاب اور ضعیف راویوں کی روایات پر بھی سکوت اختیار کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا سکوت حدیث کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

تفصیل کے لیے (اعلاء السنن فی المیزان :ص،۸۹-۹۴،اور مقالات اثریہ :ص،۴۷۹/ ۵۱۱) دیکھیں

راویوں کے متعلق چند اہم فوائد:

① راوی پر جرح و تعدیل کے لحاظ سے حکم لگاتے وقت مختصر کتب جرح و تعدیل پر اکتفا کرنا درست نہیں، مثلاً الکاشف للذھبی ،المغنی للذھبی ، تقریب التھذیب لا بن حجر وغیرہ۔ بلکہ مفصل کتب کی طرف مراجعت انتہائی ضروری ہے، خصوصا اس وقت جب کسی راوی میں اختلاف ہو جائے کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف ،تب مفصل کتب جرح و تعدیل کی طرف مراجعت ضروری ہو جاتی ہے مثلاً الجرح و التعدیل لا بن ابی حاتم ،التاریخ الکبیر للبخاری ،تھذیب الکمال للمزی وغیرہ ،لیکن اگر مفصل کتب سے تحقیق کرنے کے بعد ثابت ہو کہ یہ راوی ثقہ ہے اور مختصر کتب میں بھی یہی لکھا ہو تو پھر مختصر کتب کا حوالہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲ رواۃ تین قسم کے ہیں

① وہ رواۃ جن کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔

② وہ رواۃ جن کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

③ وہ رواۃ جن کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔ تحقیق کے دوران میں مختلف فیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رواۃ پر بہت زیادہ محنت کرنی چاہیے اور اقرب الی الصواب قول کو اختیار کرنا چاہیے۔

۳ احادیث تین قسم کی ہیں

(۱) وہ احادیث جن کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے

(۲) وہ احادیث جن کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے

(۳) وہ احادیث جن کے صحیح یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔

دوران تحقیق مختلف فیہ احادیث پر بہت زیادہ محنت کرنی چاہیے اور اقرب الی الصواب کو اختیار کرنا چاہیے۔ نیز دیکھیے: (1)

(۴) اگر کسی حدیث کو ناقد محدث کسی علت کی بنا پر معلول قرار دے تو اس علت کو تسلیم کیا جائے گا۔ اس طرح جب وہ کسی حدیث کو صحیح قرار دے تو اسے صحیح تسلیم کیا جائے گا۔ اگر کوئی دوسرا محدث اس سے اختلاف کرے تو ترجیح کی صورت نکالی جائے گی۔ طرفین کی تحقیق پر غور وفکر کے بعد ایک کو راجح کہا جائے گا۔ (2)

(۵) دورانِ تخریج ہر ہر راوی پر مفصل بحث کرنا فوائد سے خالی نہیں ہے، لیکن اگر وہ ثقہ ہے تو توثیق کے چند اقوال مع حوالہ جات لکھ دینے کافی ہیں، مثلاً ایک راوی ثقہ ہے، اس کی محدثین میں سے دس نے توثیق کی ہے تو وہاں صرف تین چار محدثین کے اقوال پر اکتفا کرنا اور ساتھ "وغیرہ" لکھ دینا کافی ہے۔

(۶) اگر کوئی معتبر محدث کسی حدیث پر حکم لگاتے وقت لکھ دے: "رجاله ثقات" تو اس سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ صحیح حدیث کی پانچ شرائط ہیں تو "رجاله ثقات" وغیرہ کہنے

(1) (دلائل النبوة للبیهقی ج ۱/۳۲_۳۸ مجموع الفتاوی لا بن تیمیه :۱۸/۴۹)

(2) (النکت علی ابن الصلاح لابن حجر :۲/۷۱۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے راویوں کا ثقہ اور عادل ہونا تو اس کے نزدیک ثابت ہوتا ہے لیکن باقی تین شرطیں اس میں نہیں پائی جاتیں، لیکن اس پر اعتماد کرنے سے پہلے تمام رواۃ کے حالات خود دیکھ لیے جائیں، تا کہ حقیقی یقین حاصل ہو اور شک وشبہ ختم ہو جائے، کیونکہ بعض محدثین صرف اکیلے ابن حبان کی توثیق کی وجہ سے بھی "رجاله ثقات" کہہ دیتے ہیں، مثلاً حافظ ہیثمی مجمع الزوائد میں ایسا کرتے ہیں دیکھیے: مقدمه الجامع الكامل فى الحديث الصحيح الشامل للمحدث ضياء الرحمن اعظمى حفظه الله مدرس المسجد النبوی۔

⑦ تخریج میں حدیث کی اصل کتب کی طرف نسبت کرنا ضروری ہے، ایسی کتب جو مختصرات ہیں اوران کی سندیں بھی محذوف ہیں، مثلاً "مشكوة اور بلوغ المرام" تو تخریج میں ان کی طرف حدیث کی نسبت کرنا کوئی فائدہ نہیں دیتا، لیکن اگر اصل کتاب کے حوالے کے ساتھ مشکوۃ یا بلوغ المرام کا بھی نام لکھ دیا جائے پھر درست ہے۔

⑧ دوران تخریج صرف ایک نسخے پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے، بلکہ اس کتاب کے جتنے بھی مطبوع یا مخطوط نسخے ہوں، تمام تک رسائی ضروری ہے، کیونکہ بعض دفعہ ایک حدیث ایک مخطوط میں نہیں ہوتی، لیکن وہی حدیث کسی دوسرے مخطوط میں ہوتی ہے مثلاً یہ بات مشہور رہے کہ "انما الأعمال بالنيات" موطا امام مالک میں نہیں ہے، حالانکہ یہ حدیث اس موطا میں ہے جو سو ید بن سعید روایت کرتے ہیں۔ کذا قال السیوطی [1]

اسی طرح سنن الترمذی میں "حسن صحیح" نقل کرنے میں نسخوں میں بہت زیادہ اختلاف ہے، جس طرح ابن اصلاح (مقدمہ ابن اصلاح ۲/ص:۳۲،بتحقیق نور الدین العتر) نے کہا ہے اور اس کی کئی علماء محدثین نے وضاحت کی ہے، شیخ احمد شاکر مصری نے اپنی تحقیق سنن

[1] (تنویر الحوالك ۱/ ۱۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الترمذی میں اس مشکل کو حل کرنے کی غرض سے انتہائی عمدہ کام شروع کیا تھا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور وہ یہ کام مکمل نہ کر سکے۔ فجزاہ اللہ خیرا۔

(9) تخریج سے حدیث پر کتب حدیث واجزاء وغیرہ کے حوالوں کو جمع کرنا مقصد نہیں ہوتا ۔بلکہ تخریج کا مقصد حدیث کے مرتبے کی پہچان کرنا ہے اور طرقِ حدیث پر بحث کرنا اس وقت اہم بلکہ فرض ہو جاتا ہے جب کسی تابع یا مدلس کے سماع کی صراحت یا مبہم راوی کے نام کی صراحت تلاش کرنا مقصود ہو یا قیمتی اسنادی فوائد پیش نظر ہوں۔

(10) دوران تخریج حدیث کا حوالہ مشہور متداول کتب سے دینا چاہیے، اگر ان میں ہو۔لیکن مشہور کتب میں حدیث بھی ہے لیکن وہ حوالہ دور کی کسی کتاب کا دے رہا ہے تو یہ درست نہیں ہے

مثلا: اگر کوئی سنن ابی داود کی حدیث پر سنن ابی داود کی بجائے مستدرک حاکم کا حوالہ لکھتا ہے تو یہ فنی اعتبار سے درست نہیں۔ مستدرک حاکم کی بنسبت سنن ابی داود قریب کی مشہور اور متداول کتاب ہے۔امام ابن قطان نے ''بیان الوھم والایھام'' میں مستقل باب باندھا ہے کہ وہ احادیث جن کو علامہ اشبیلی نے دور کی کتب کی طرف منسوب کیا ہے۔

(11) اگر کوئی حدیث بخاری ومسلم دونوں میں ہے تو حوالہ لکھتے وقت دونوں کا حوالہ لکھنا ضروری ہے، تاکہ حدیث کو اصل درجہ حاصل ہو۔مثلاً ''عذاب القبر حق'' بخاری ومسلم دونوں میں ہے لیکن اگر کوئی اس پر صرف بخاری کا حوالہ لکھتا ہے تو گویا قاری اس حدیث کو صحیح حدیث کے درجوں میں سے دوسرا درجہ دے رہا ہے، حالانکہ وہ حدیث بخاری ومسلم (متفق علیہ) کی اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے۔

(12) اگر بخاری ومسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم میں ہے تو قیمتی فائدے کی غرض سے ان کے علاوہ دیگر کتب سنن وغیرہ کے حوالے لکھنا بھی درست ہے لیکن تاجرانہ سوچ رکھ کر کتاب کا حجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بڑھانے کے لیے بالکل درست نہیں۔

(۱۳) دورانِ تخریج صرف کتاب کا نام لکھ دینا کافی نہیں بلکہ مکمل حوالہ لکھنا چاہیے، مثلاً صحیح بخاری کتاب فلاں، باب فلاں، رقم الحدیث فلاں یا جز فلاں۔ یا صحیح البخاری، کتاب فلاں، باب فلاں۔ یا صحیح البخاری رقم الحدیث فلاں، ان طریقوں سے پہلا طریقہ زیادہ فوائد پر مشتمل ہے، اس میں کتاب، باب، رقم الحدیث، جز یا جلد اور صفحہ نمبر تمام چیزیں آجاتی ہیں، جس سے قاری کا حدیث تک پہنچنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے۔

(۱۴) کتب حدیث اور رجال کا منہج سمجھنا بہت ضروری ہے، اس پر بحث آگے آرہی ہے ان شاءاللہ

(۱۵) تحقیقِ حدیث میں جہاں سند کی تحقیق میں رواۃ پر بحث ہوتی ہے اور سند میں اتصال یا انقطاع معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ وہاں متن کی تحقیق بھی بہت ضروری ہے، وہ متن شاذ، منکر، مضطرب، مقلوب، وغیرہ کی قسموں میں سے تو نہیں. گویا صرف سند کی تحقیق کو پیشِ نظر رکھنا غلط ہے، جس طرح ہمارے بعض شیوخ چلے ہیں!!! تحقیق میں متن کو بھی پیشِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

(۱۶) اگر سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور اس میں صحیح حدیث کی باقی شروط بھی موجود ہیں تو اس پر "صحیح لذاتہ" کا حکم لگایا جائے گا۔

(۱۷) اگر سند کے تمام رواۃ ثقہ ہیں سوائے ایک کے اور وہ صدوق درجے کا ہو تو اس کا حکم "حسن لذاتہ" ہوگا

(۱۸) ضعیف روایت کو بیان کرتے وقت صیغہ تمریض استعمال کیا جائے گا، تاکہ قاری وہم میں نہ پڑے۔ افسوس کہ بعض علماء ضعیف روایت کو بھی صیغہ جزم کے ساتھ روایت کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ انداز درست نہیں۔ حافظ ابن الصلاح نے اس پر عمدہ بحث کی ہے۔ [1]

[1] (مقدمہ ابن الصلاح ص: ۹۳۔۹۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۹) جس طرح صحیح حدیث کی اقسام ہیں تو تخریج کے وقت جو حکم ثابت ہو، وہی لگانا چاہیے، اسی طرح ضعیف حدیث کی بھی بہت زیادہ اقسام ہیں، جو حکم جس پر ثابت ہوگا وہی لگایا جائے گا، مثلاً اگر روایت موضوع ہے تو اس کو موضوع ہی کہا جائے گا، اگر اس پر حکم ضعیف کا لگا دیا تو یہ غلط شمار ہوگا، اس پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے بہت زور دیا ہے ۔ فجزاہ اللہ خیراً

(۲۰) بعض علماء حسن حدیث کو صحیح سے الگ نہیں کرتے بلکہ حسن پر بھی صحیح کا اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہما۔ اگر دیکھا جائے تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بے شمار حسن روایات موجود ہیں، لیکن ان کو صحیح میں شمار کیا گیا ہے۔

ضعیف حدیث کو بیان کرنے کا طریقہ:

جب کسی ضعیف حدیث کو لکھنا ہو یا بیان کرنا ہو تو اس وقت جزم کے صیغے (صیغہ معروف) سے بیان نہیں کرنا چاہیے بلکہ صیغہ تمریض (صیغہ مجہول) سے بیان کرنا چاہیے افسوس ان بعض خطیبوں پر جو پہلے صیغہ جزم کے ساتھ تفصیل سے ضعیف قصہ یا روایت بیان کرتے رہتے ہیں اور تقریر کے آخر میں کہہ دیتے ہیں: ''فیہ مقال یا فیہ کلام'' اس انداز سے سامع کو اس ضعف کا کچھ علم نہیں ہوتا نہ ہی وہ لوگ فیہ مقال یا فیہ کلام کا مطلب سمجھ رہے ہوتے ہیں!!

یہ طریقہ غلط ہے، بلکہ پہلے یہ بتانا چاہیے کہ ایک ضعیف روایت ہے اس سے بچو، اس پر عمل کرنا چھوڑ دو، پھر وہ روایت بیان کی جائے، اس کے متعلق علامہ نووی لکھتے ہیں: محدثین اور محققین کا یہ کہنا ہے کہ جب حدیث ضعیف ہو تو اس کے بارے میں یوں نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے یا آپ نے کہا یا آپ نے کرنے کا حکم دیا ہے یا منع کیا ہے اور اسی طرح دوسرے جزم کے صیغوں سے بیان نہیں کرنی چاہیے، بلکہ ان سب صورتوں میں یوں کہا جائے کہ آپ ﷺ سے روایت کی گئی ہے، یا نقل کیا گیا ہے یا روایت کی جاتی ہے، وغیرہ وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ جزم کے صیغے روایت کی صحت کے متقاضی ہوتے ہیں، لہذا ان کا اطلاق اسی روایت پر کیا جانا چاہیے، جو صحیح ثابت ہو، ورنہ وہ انسان رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے کی مانند ہوگا، مگر اس ادب کو جمہور فقہاء اور دیگر اہل علم نے ملحوظ نہیں رکھا سوائے ماہرین محدثین کے۔

جرح وتعدیل:

یہ ایک مستقل فن ہے، اس کی تفصیلات کا یہ محل نہیں، بعض چیزوں کی طرف اشارہ مقصود ہے، تفصیلات کے لیے اس فن پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ توفیق الٰہی سے راقم نے بھی اس فن پر درج ذیل کتب لکھ رکھی ہیں:

1. موسوعة المدلسين
2. الفتح الجليل في ضوابط الجرح والتعديل
3. علوم الحديث عند الامام محمد ناصر الدين الالباني
4. احناف کے اصول حدیث استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق حفظہ اللہ کی نظر میں
5. محدثین کے حالات اور ان کی کتب حدیث کا منہج
6. ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور ان کی کتب جرح وتعدیل کا منہج۔ یسر الله لنا طبعها

ائمہ جرح وتعدیل کے کچھ طبقات ہیں۔ کچھ محدثین جرح کرنے میں بہت ہی متشدد ہیں اور کچھ تعدیل کرنے میں متساہل اور کچھ معتدل ہیں۔ معتدلین کی تعدیل کے مقابلے میں متشددین کی جرح کا کوئی خاص اعتبار نہیں اور متساہلین کی تعدیل کا معتدلین کی جرح کے مقابلے میں کوئی خاص وزن نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راویوں کو ثقہ یا ضعیف ثابت کرتے وقت انصاف کرنا!

دورانِ تحقیق کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف ثابت کرتے وقت انصاف سے کام لینا فرض ہے، کیونکہ اگر ایک راوی ناانصافی کی وجہ سے ضعیف ہو گیا تو اس کی روایات پر تنقید ہو گی اور اگر کوئی راوی ناانصافی کی وجہ سے ثقہ ثابت کر دیا گیا تو اس کی احادیث کو صحیح سمجھا جائے گا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بعض متعصب اور مقلد اہل علم اپنی مستدل حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس کے راویوں کو ثقہ ثابت کریں گے خواہ انھیں جیسے مرضی ثقہ کہنا پڑے، حالانکہ وہ راوی ضعیف ہوتا ہے بلکہ کذاب ودجال راویوں کو بھی ثقہ ثابت کیا جاتا ہے۔ یا اسفا . اس پر مفصل بحث کے لیے دیکھیے استاذ محترم محدث العصر ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب "اعلاء السنن فی المیزان" اور "مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں" اسی طرح بعض اہل علم اپنے غلط اصول کو ثابت کرنے کے لیے بطور مثال جب کسی روایت کو ثابت کرنا ہو تو اس کے راویوں کو ثقہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور وہاں انصاف کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ انداز خیانت پر مبنی ہے بلکہ جرح وتعدیل کے ائمہ کی بات راجح قرار دی جائے۔ خواہ وہ جرح وتعدیل کسی پر بھی ہو۔

ثقہ کی زیادتی:

تعریف: جب راوی کسی حدیث (سند یا متن یا دونوں) میں کسی اضافے کو اپنے استاد سے بیان کرنے میں باقی راویان سے علیحدہ ہو تو اسے " زیادۃ الثقہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (1)

(1) (اختصار علوم الحدیث لا بن کثیر: ص ۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادۃ الثقہ کے حکم کا خلاصہ:

مصطلح الحدیث میں زیادۃ الثقہ کی بحث میں محدثین نے جو تفصیل بیان کی ہے

اس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) زیادتی کے رد اور انکار کا مدار اس پر ہوگا کہ وہ زیادتی دوسرے ثقہ راویوں کی روایت کے منافی ہوگی تو ایسی صورت میں جمہور محدثین کے ہاں نا قابل اعتماد ہوگی۔

(۲) اگر وہ منافی نہ ہو اور کوئی قرینہ اس کے خطا، نسیان یا وہم پر بھی دلالت نہ کرے، یعنی اس زیادت کو ایک مستقل حدیث ایسی اساسی حیثیت حاصل ہو تو وہ بلاشبہ قابلِ قبول گی۔

فضیلۃ الشیخ محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے (توضیح الکلام ص:۶۶۷ تا ۶۷۵) میں زیادۃ الثقہ پر جو کلام کیا ہے، وہ لائق مطالعہ ہے۔

(۳) راوی کا حال قبول اور رد کا میزان ہوتا ہے۔ اگر زیادت کا راوی احفظ اور اوثق ہو، یعنی اس زیادت کو نہ بیان کرنے والے سے زیادہ ثقہ ہو تو اس زیادت کو قبول کیا جائے گا۔ اگر دونوں تعدیل کے مرتبے میں برابر ہوں، تب بھی اس زیادت کو قبول کیا جائے گا۔ اگر زیادت کا راوی ، زیادت نہ کرنے والوں سے ثقاہت میں کم ہو تو اس کی زیادت قابل اعتبار نہ ہوگی، وہ بلاشبہ شاذ کے زمرے میں آئے گی۔ البتہ بعض دفعہ قرائن وشواہد کی بنا پر اس سے مختلف حکم بھی لگ سکتا ہے۔ یہ اس زیادت کا خلاصہ ہے، جو محدثین نے مصطلح الحدیث میں شاذ اور منکر کے تحت بیان کیا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ کسی بھی کتب صحاح پر اعتماد نہیں:

صحیحین کے علاوہ جس نے بھی صحیح احادیث پر مشتمل کتب لکھنے کی کوشش کی ہے تو وہ تمام احادیث صحیح نہیں لا سکا۔ بلکہ ضعیف اور موضوع روایات کو بھی صحیح میں درج کر دیا ہے، مثلاً:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔(القول البدیع فی فضل الصلاۃ علی الحبیب الشفیع :ص/۲۵۸) پہلی شرط پر حافظ علائی نے علماء کا اتفاق نقل کیا ہے (1)

(۴) عمل کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ حدیث ضعیف ہے۔ (2)

(۵) مدح اور ذم کے لحاظ سے اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ شریعت میں ثابت ہو۔

(۶) یہ ضعیف حدیث صحیح حدیث کی تفصیلات وتوضیحات وغیرہ پر مشتمل نہ ہو۔ (3)

تبصرہ:

کیونکہ غیر ثابت چیز کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کرنا ہی درست نہیں ہے۔دین اسلام مکمل ہے اس میں ذرہ بھی نقص نہیں ہے تو فضائل میں غیر ثابت چیز کو دین میں داخل کرنا مشعر ہے کہ دین میں یہ فضائل کی کمی تھی۔معا ذاللہ

محدث العصر امام محب اللہ شاہ رشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''میں سمجھتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے ضعیف حدیث کے فضائلِ اعمال میں قبولیت کی جو شرائط تحریر فرمائی ہیں، وہ بھی دراصل ضعیف سے روکنا ہی مقصود ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ضعیف حدیث کی مقبولیت کے متعلق براہ راست اس لیے اظہار کی جرات نہیں فرمائی کہ چند بڑے بڑے فضلاء علماء مثلاً امام احمد جیسے بزرگوں نے بھی ایسی ضعیف حدیث جو موضوع، مضطرب اور منکر نہ، ہو اس پر عمل میں کچھ تساہل اختیار کیا ہے، لیکن حافظ وغیرہ کی صحیح حکمت عملی نے ایسی شروط مقرر فرمادیں جو نہ تو ان کا پوری طرح سے ایفاء

(1) (تدریب الراوی :۲۹۸/۱)

(2) (تبیین العجب بماورد فی فضائل رجب لابن حجر :۷۲)

(3) (حکم العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال لاشرف بن سعید المصری :ص۵۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ہوسکتا ہے اور نہ ہی وہ قابل عمل بن سکتی ہیں فجزاہ اللہ خیرا [1]

ان شرائط پر مفصل بحث وتنقید شیخ غازی عزیر مبارک پوری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب (ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حثیت :ص،۲٦٤/۳۱۵) میں کی ہے۔

جب جرح وتعدیل میں تعارض آجائے؟

اگر کسی راوی کے متعلق تعارض آجائے، یعنی کچھ اس کو ثقہ کہہ رہے ہیں اور کچھ ضعیف۔ تو ایسی صورت میں ائمہ جرح وتعدیل کے مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے راوی پر راجح موقف اختیار کریں گے، مثلاً ایک راوی کو صرف امام ابن معین، امام بخاری اور امام دارقطنی ثقہ کہیں، لیکن امام ابن حبان ،حاکم وغیرہ ضعیف کہیں خواہ ضعیف کہنے والے ان جیسے دس کیوں نہ ہوں تو ان دس کی بات مرجوح ہوگی اور تین ائمہ جو جرح وتعدیل کے متفق ائمہ تھے، ان کی بات مانی جائے گی، خواہ وہ تین ہی ہوں، کیونکہ متساہل ائمہ سو مل کر بھی ان اعلی درجے کے ائمہ میں سے تین کے برابر نہیں ہوسکتے۔

یادرہے کہ ''جمہوریت'' غلط ہے، خواہ الیکشن میں ہے یا تحقیقِ رواۃ میں۔ یہ اصول ہی باطل ہے کہ جس کو زیادہ ثقہ کہیں وہ ثقہ ہے۔ ۵ کے مقابلے میں ٦ زیادہ ہیں، لہذا ٦ کی بات مانی جائے گی۔ یہ کوئی اصول نہیں ہے۔ حقیقت میں راوی ثقہ ہو اور اس کو اتفاقا اکثر محدثین بھی ثقہ کہہ رہے ہیں اور بعض متاخرین اہل علم نے لکھا بھی ہو کہ ''وثقه الجمهور'' تو اس سے یہ اصول وضع کرلینا کہ ہر جگہ جمہور کی بات مانی جائے گی، درست نہیں ہے۔

مجہول: اگر ثقہ راوی سے صرف روایت کرنے والا ایک راوی ہے تو اسے مجھول العین کہتے ہیں اور اگر اس سے دو ثقہ روایت کریں اور اس کی کسی نے توثیق نہ کی ہو تو اسے مجھول الحال

[1] (ضعیف احادیث کی معرفت اور ان کی شرعی حیثیت :ص،۲۷٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔

فائدہ: ابن الجوزی تخریج وتحقیق میں کافی اوہام کا شکار ہوئے ہیں، ان کی ضروری تفصیل محدث مصر امام ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "جنة المر تاب" کے مقدمہ (ص: ۱۰ تا ۱۴) میں بیان کی ہے فجزاه الله خيرا

امام ابن جوزی کے کسی راوی پر حکم لگانے میں اعتماد نہ کیا جائے۔ امام ابن جوزی اپنی کتاب میں راویوں پر جرح وتعدیل کے حوالے سے ان کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ لیکن وہ اس فن کے ماہر نہیں تھے اسی وجہ سے محدثین نے ان پر تنقید شدید کی ہے۔ مثلاً حافظ ذہبی لکھتے ہیں: میں نے حرقانی کے خط سے پڑھا ہے کہ ابن الجوزی اپنی تصانیف میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے، وہ کتاب لکھ کر فارغ ہوتے اور اس کو معتبر نہیں سمجھتے تھے۔ (1)

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ابان بن یزید العطار کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور اس کی توثیق کرنے والوں کے اقوال ذکر ہی نہیں کیے یہ بات اس کی کتاب کے عیوب سے ہے کہ وہ جرح لکھ دیتے ہیں اور توثیق سے خاموشی اختیار کر جاتے ہیں۔ (2)

حافظ ذہبی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ابو حاتم نے طالوت بن عیاد کو ثقہ کہا ہے لیکن ابن جوزی نے بغیر کسی تحقیق کے کہہ دیا کہ "ضعفه علماء النقل" اس کو علمائے نقل نے ضعیف کہا ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ میں قیامت تک تلاش کرتا رہوں لیکن میں کسی ایسے محدث کو نہیں پاؤں گا جس نے اس کو ضعیف کہا ہو۔ (3)

(1) (تذکرة الحفاظ: ۱۳۴۷/۴)

(2) (میزان الاعتدال: ۱۷/۱)

(3) (میزان الاعتدال: ۳۳۴/۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ سیوطی فرماتے ہیں: ''فما له فيه ذوق المحدثين '' ابن جوزی میں محدثین کا ذوق نہیں ہے (احادیث کو پرکھنے اور راویوں پر جرح وتعدیل کا حکم لگانے میں) (1)

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ ابن الجوزی اگر کسی راوی پر حکم لگائیں تو اسے آنکھیں بند کرکے نہیں لینا چاہیے جب تک مکمل تحقیق نہ کر لی جائے، کیونکہ ابن جوزی راویوں پر حکم لگانے میں غفلت کا شکار ہوئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمیں اس طرح کے لوگوں کی کتب سے پوری توجہ سے نقل کرنا چاہیے۔

مرضی کے قواعد بنانا درست نہیں!

بعض لوگ اپنے مذہب کی خاطر بعض غلط اور بے بنیاد قواعد کا سہارا لیتے ہیں، حالانکہ انھیں قواعد پر عمل کرنا ہوگا جو محدثین نے اپنائے، اس طرح اسلام کو بہت نقصان پہنچا کہ مرضی کے غلط اور شاذ قواعد بنانے کی وجہ سے کتنی ہی ضعیف روایات کو صحیح قرار دیا گیا، اور اس کے برعکس بھی کتنی ہی صحیح احادیث کو ضعیف قرار دیا گیا، اس منہج کو اپنانے میں انتہائی خطرناک نتائج سامنے آتے ہیں۔ چند باطل قواعد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قاعدہ نمبر:۱ بعض نے کہا، ''التدليس والارسال في القرون الثلاثة لا يضرنا '' قرون ثلاثہ میں تدلیس اور ارسال ہمیں مضر نہیں۔ (2)

تبصرہ: حالانکہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بے شمار راوی تدلیس کرتے تھے، حالانکہ یہ اصول ہے کہ جو کثیر تدلیس کرنے والا راوی ہے، اس کی عن سے مروی روایت ضعیف ہے۔ اسی

(1) (طبقات المغيرين :١٧ بحواله جنة المرتاب لابی اسحاق الحوینی :ص،١١، ١٢)

(2) (اعلاء السنن :١/٣١٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح مرسل تابعی راجح قول کے مطابق جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، کیونکہ اس میں تابعی رسول اللہ ﷺ سے براہ راست بیان کرتا ہے اور تابعی کے بعد رواۃ کا ہمیں علم نہیں کہ وہ کون ہیں اور کتنے ہیں؟ اس لیے وہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

قاعدہ نمبر:۲ بعض علمائے احناف لکھتے ہیں: ''والا نقطاع لا یضر نا'' انقطاع ہمیں نقصان نہیں دیتا (1)

تبصرہ: یہ بات محدثین کے اصول کے خلاف ہے۔ انقطاع کی وجہ سے روایت ضعیف ہوتی ہے یہی محدثین کا اصول ہے۔

قاعدہ نمبر:۳ بعض اہل علم نے کہا کہ ہر مدلس کی عن سے مروی روایت ضعیف ہوتی ہے!

تبصرہ: حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں، کیونکہ محدثین متقدمین سے لے کر اب تک کے تمام محدثین و محققین، سوائے چند اہل علم کے، محدثین کثیر التدلیس راوی کی روایت عن سے مروی ہو تو اسے ضعیف کہتے ہیں لیکن اگر راوی قلیل التدلیس ہے مثلاً زہری وغیرہ تو اس کی عن سے مروی روایت کو صحیح کہتے ہیں الا یہ کہ تدلیس ثابت ہو جائے۔

قاعدہ نمبر:۴ بعض اہل علم نے کہا: ''حسن لغیرہ حجت نہیں''

تبصرہ: یہ اصول بھی باطل ہے، ائمہ متقدمین اور متاخرین سے یہ بات کثرت سے ثابت ہے کہ حسن لغیرہ حجت ہوتی ہے۔ اپنی شروط کے ساتھ اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قاعدہ نمبر:۵ کذاب اور ضعیف راوی کو ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا!

تبصرہ: جو راوی اصولِ محدثین اور جرح وتعدیل کی روشنی میں ضعیف یا کذاب ثابت ہو جائے تو

(1) (اعلاء السنن: ۲۰٤/۱)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہ ضعیف اور کذاب ہی ثابت کیا جائے گا، یہی امانت علمی ہے۔ افسوس کہ بعض اہل علم مرضی کے راوی کو ثقہ ہی ثابت کرتے ہیں خواہ وہ بالاتفاق کذاب یا ضعیف ہی ہو، مثلاً جابر الجعفی کذاب ہے مگر بعض مطلب کی روایات میں ان کو ثقہ ثابت کرنے کی بے جا کوشش کی جاتی ہے !!

قاعدہ نمبر:۶ مختلف فیہ راوی کی روایت حسن درجے کی ہوتی ہے؟

تبصرہ: یہ قاعدہ بھی اپنی فقہ کو تقویت دینے کے لیے احناف استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ قاعدہ ثابت نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ مختلف فیہ راوی کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال دیکھ کر راجح فیصلہ کریں گے۔ اگر وہ ضعیف ثابت ہوا تو ضعیف کا حکم لگایا جائے گا اور اگر وہ ثقہ یا صدوق ثابت ہوا تو اس کو ثقہ یا صدوق ثابت کیا جائے گا۔

قاعدہ نمبر:۷ کسی بھی امام کے سکوت سے حدیث کا اس کے نزدیک صحیح یا حسن ہونا لازم نہیں آتا۔

بعض لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی ہے کہ اس حدیث پر فلاں امام نے سکوت اختیار کیا ہے گویا یہ حدیث صحیح ہے! حالانکہ یہ بات درست نہیں۔

قاعدہ نمبر:۸ امام ابوداود کا سکوت؟

یہ اصول سرے سے غلط ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، احناف اس اصول کو بہانہ بنا کر صحیح باور کراتے ہیں!!

حالانکہ حافظ ابن حجر نے اس کے غلط ہونے پر مفصل بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ امام ابو داود نے حارث بن وجیہ، صدقہ دقیقی، عثمان بن واقد عمری، محمد بن عبدالرحمن البلیمانی، ابو جناب کلبی، سلیمان بن ارقم، اسحاق بن عبد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ بن ابی فروہ وغیرہ جیسے متروک اور ضعیف راویوں کی روایات پر سکوت کیا ہے۔علاوہ ازیں اس میں منقطع ،مدلسین اور مبہم راویوں کی روایات بھی ہیں،اس پر مفصل بحث کرنے کے بعد بالآخر فرمایا ہے کہ درست یہ ہے کہ ان کے صرف سکوت پر اعتماد نہیں ہے،اس لیے کہ ہم نے ذکر کیا کہ وہ ضعیف احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور انھیں قیاس پر مقدم جانتے ہیں (1)

اس پر سیر حاصل بحث کے لیے دیکھیے ہمارے استاد محترم محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی کتاب (2)

قاعدہ نمبر:۹ امام نسائی کا سکوت؟

امام نسائی کا سنن صغری میں کسی حدیث پر سکوت اختیار کرنا دلیل نہیں کہ امام نسائی کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہے!!

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: " انه غير مسلم فا نه فيه رجا لاً مجهولين اما عينا أوحالا، و فيهم المجروح و فيه أحاديث ضعيفة معللة ومنكر ة " یہ بات مسلم نہیں (کہ سنن نسائی کی احادیث سکوت پر مبنی صحیح ہیں) کیونکہ اس میں مجہول العین یا مجہول الحال اور مجروح راوی ہیں اور اس میں ضعیف،معلول اور منکر احادیث ہیں۔ (3)

حافظ ابن کثیر سے پہلے حافظ ابن الصلاح نے بھی سنن النسائی کے متعلق یہاں تک کہا ہے "هذا عجيب اذ يروي ويقول: متروك " یہ عجیب بات ہے کہ اس کی روایت ذکر کر

(1) (النكت لا بن حجر :۱/۴۴۳)

(2) (اعلاء السنن فی المیزان :۵۲_۷۱)

(3) (اختصار علوم الحديث :۴۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تے ہیں اوراس کے باوجود اسے متروک کہتے ہیں (1)

ثابت ہوا کہ کئی ایسے راوی بھی ہیں جن کو خود امام نسائی نے متروک اور ضعیف بھی کہا ہے لیکن ان کی روایات پر سکوت بھی کیا۔اس سے ثابت ہوا کہ امام نسائی کا کسی حدیث پر سکوت اختیار کرنے سے اس حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔مزید تفصیل کے لیے دیکھیں (2)

دسواں قاعدہ: ثابت شدہ متداول کتب کا انکار کردینا

بعض اپنے غلط اصولوں کی پیروی میں محدثین کی کتب کا انکار کردیتے ہیں مثلا العلل الکبیر للترمذی ،انساب الاشراف ،سوالات ابی عبید الآجری ،وغیرھا۔یہ ثابت شدہ کتب ہیں ان سے مصنفین کے دور سے لے کر آج تک مسلسل استفادہ کیا جارہا ہے ان ثابت شدہ کتب سے انکار جہاں غلط منہج پر واضح دلیل ہے،وہاں ظلم عظیم بھی۔تفصیل کا یہ محل نہیں بس اشارہ کافی ہے۔

بعض محدثین کی خاص اصطلاحات: اگر امام ابن حبان کے ساتھ کوئی اور بھی توثیق کردے تو؟

وہ راوی ثقہ قرار پائے گا خواہ اس راوی کو امام ابن حبان کی توثیق کے ساتھ حافظ ذھبی یا حافظ ابن حجر ہی ثقہ کہہ دیں تو وہ راوی واقعتہ ثقہ شمار ہوگا،کیونکہ اب امام ابن حبان اکیلے توثیق نہیں کررہے بلکہ مزید کی تائید بھی حاصل ہے۔تائید کرنے والا خواہ متقدمین سے ہو یا متاخرین سے۔

جس راوی کو امام ابن حبان اکیلے ثقہ کہیں؟

(1) (میزان الاعتدال :۵۹۸/۳)

(2) (اعلاء السنن فی المیزان :ص ۷۱۔۷۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توان کی توثیق تسلیم نہیں کی جاتی، کیونکہ یہ متساہل تھے۔بغیر کسی دلیل کے مجہول راویوں کو بھی ثقہ کہہ دیتے ہیں۔

امام بخاری اور التاریخ الکبیر:

امام بخاری کا تاریخ کبیر میں اپنا خاص منہج ہے جس کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، تاکہ التاریخ الکبیر پڑھتے وقت کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

علامہ معلمی یمانی فرماتے ہیں: امام بخاری کا التاریخ الکبیر میں کسی حدیث کو بیان کرنا اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا، بلکہ اس کو نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ امام صاحب التاریخ میں حدیث اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ وہ اس کے راوی (صاحب ترجمہ) کی کمزوری پر دلالت کرے۔ (1)

"فيه نظر": جس راوی کے متعلق امام بخاری "فيه نظر" کہیں، اس سے مراد ہے کہ وہ راوی پر جرح کر رہے ہیں۔بعض دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی "فيه نظر" لکھ دیتے ہیں تو اس سے مراد صحابی پر جرح نہیں بلکہ اس سے مروی روایت پر جرح مقصود ہے۔نیز دیکھیں: (2)

"منکر الحدیث": یہ سخت جرح ہے، امام بخاری کے نزدیک اس طرح کے راوی سے روایت لینا حلال نہیں۔

امام بخاری کا" التاریخ الکبیر "میں کسی راوی پر سکوت:

امام بخاری اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں جس راوی پر خاموشی اختیار کریں، اس

(1) (تعلیق الفوائد المجموعة للمعلمی: ص، ۱۸۰ تحت ح ۶۱)

(2) (حاشیہ الرفع والتکمیل: ص ۳۹۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بحث وتحقیق دیگر محدثین کے اقوال کی روشنی سے کریں گے نہ کہ امام بخاری کے خاموش رہنے کی وجہ سے اس راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے پر استدلال کیا جائے گا، جس طرح فرقِ باطلہ کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ راوی ہی اس قدر جلیل القدر تھا کہ اس کے مقام کی وجہ سے اس پر خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا، کسی نے کہا کہ جس پر امام بخاری خاموشی اختیار کریں وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہے وغیرہ، یہ باتیں باطل ومردود ہیں۔

شیخ العرب والعجم امام بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

:''اس اصول کے بطلان کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام بخاری نے تاریخ میں متعدد ایسے راویوں پر سکوت کیا ہے جن پر انھوں نے اپنی دوسری کتابوں میں جرح کی ہے، مثلاً تاریخ میں انھوں نے حسبِ ذیل افراد کا ذکر کیا ہے:''الحا رث بن نعما ن البثيي ، اصلت بن مهرا ن التيمي ، الكو في ابو ها شم ، عبد الله بن معا ويه ، الزبير بن عوا م الاسدى البصرى ، عبد الله بن محمد بن عجلا ن مو لى فا طمة بنت عتبة القر شى ،عبدالرحمن بن زيا ده بن انعم افريقي،عبد الو ها ب بن عطا ء الخفا ف ،عمر ان العمى ، عا صم بن عبيدالله العمرى ، معا ويه الثقفى ،ابو عبد الرحمن بصرى ،مختا ر بن نا فع ابو اسحا ق التيمى ، نصر بن حما د بن عجلا ن ، يحيى بن ابى سليمان المدنى ، يحيى بن محمد الجا رى ، ان کے بارے میں انھوں نے کوئی کلام نہیں کیا نہ جرح کی، مگر ان کو الضعفاء میں ذکر کیا اور ان پر جرح کی'' [1]

اس بحث پر ایک مفصل رسالہ (رواة الحديث الذين سكت عليهم ائمة الجرح والتعديل بين التو ثيق والتجهيل .از شيخ عدا ب محمو د) ہے تفصیل کا طا

[1] (نقض قوا عد علو م الحديث ص: ٢١٤)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

امام ترمذی کی تصحیح یا تحسین حدیث کا اعتبار نہیں:

کیونکہ امام ترمذی متساہل تھے اور کمزور حدیث کو صحیح یا حسن کہہ دیتے تھے، مثلاً ایک روایت جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات ایک قبر میں داخل ہوئے، چراغ کو جلایا گیا تو میت کو قبلہ کی طرف سے لے کر قبر میں اتارا گیا (سنن الترمذی: ۱۰۵۷ اس کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں "اس کو حسن کہنے پر امام ترمذی کا انکار کیا گیا ہے کیونکہ اس میں حجاج بن اَرطاۃ مدلس ہے اور ابن قطان نے کہا ہے کہ اس میں منہال بن خلیفہ ہے جس کو امام ابن معین نے ضعیف اور امام بخاری نے فیہ نظر کہا ہے۔ (1)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: تین راویوں کے ضعیف ہونے کے باوجود اس روایت کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے، لہٰذا ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہ کھاؤ، تحقیق پر ان کی غالب حسن، ضعیف ہیں۔ (2)

حافظ ذہبی ایک راوی پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سیف بن محمد الثوری کذاب ہے۔ تعجب ہے کہ ترمذی اس کی حدیث کو حسن کہتے ہیں۔ (الکاشف: ۲۶۸/۱) بلکہ یہاں تک کہ ایک راوی کو خود ایک جگہ ضعیف کہہ رہے ہیں اور دوسری جگہ اس ضعیف راوی کی روایت کو خود حسن بھی کہہ دیتے ہیں مثلاً ایک روایت (۲۲۹۴) کو حسن غریب کہا پھر خود ہی دوسری جگہ

(1) (نصب الرایہ: ۳۰۰/۲)

(2) (میزان الاعتدال: ۴۱۶/۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۰٤۸، ۲۹۳۰) میں کہا کہ اس میں رشدین ضعیف راوی ہے۔

فائدہ: دکتور خالد بن منصور الدریس حفظہ اللہ نے ''الحدیث الحسن لذاته ولغيره '' کی جلد ثالث میں امام ترمذی کی تحسین پر تفصیلی نقد کیا ہے۔

رواۃ محدثین کی تاریخ وفات کا علم ہونا!

تخریج کے دوران میں راویوں اور محدثین کی تاریخِ وفات کا علم ہونا بہت ضروری ہے، اس سے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔

بعض رواۃ کی تاریخ وفات حسب ذیل ہیں:

الشعبی :۱۰۳ .ابن سیرین :۱۱۰ .حسن بصری :۱۱۰ .همام بن منبه :۱۳۲ .ابو حنیفه :۱۵۰ .معمر :۱۵۴ .اوزاعی :۱۵۷ .شعبه: ۱۶۰ .ثوری ۱۶۱ .ابن طهمان ۱۶۳ .لیث بن سعد ۱۷۵ .مالک ۱۷۹ .ابن المبارک :۱۸۱ .هیثم ۱۸۳ .ابو یوسف :۸۳ .علی بن زیاد :۸۳، معافی بن عمران المرصی ۳۶۰ھ

علومِ حدیث وفن جرح وتعدیل پر اہم کتب لشیخنا المحدث ارشاد الحق الأثری حفظه الله

ہمارے استاد محترم محدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی تمام کتب علوم حدیث اور قواعد جرح وتعدیل سے بھری ہے، اس کی اہم بحوث کی فہرست پیش خدمت ہے تاکہ اس سے استفادہ آسان ہوسکے۔ باذوق طالب علم شیخ محترم کی کتب میں سے توضیح الکلام، اعلاء السنن فی المیزان، مقالات جلد ۱، ۲، اسباب اختلاف الفقہاء، تنقیح الکلام، اسلام اور موسیقی، مشاجرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ،مسلک احناف اور مولانا عبدالحی لکھنوی ،امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ ،احادیث بخاری ومسلم میں پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ،آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے،مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں ،احادیثِ ہدایہ فنی وتحقیقی حیثیت،کتابتِ حدیث تا عہدِ تابعین،موضوع حدیث اور اس کے مراجع،الناسخ والمنسوخ،عدالت صحابہ،امام دارقطنی ،صحائے ستہ اور ان کے مولفین،وغیرہ کی طرف رجوع کرے۔

اعلاء السنن فی المیزان میں علوم حدیث کی فہرست:

مسند امام احمد کی روایات مقبول ہیں؟ ۳۵

مسند ابی عوانہ کی احادیث ۳۹

امام ترمذی کی تحسین ۴۳

حدیث سے مجتہد کا استدلال ۴۸

امام ابوداود کا سکوت ۵۲

ایک عجیب غفلت ۶۲

دلچسپ تضاد ۶۷

امام نسائی کا سکوت ۷۱

فتح الباری میں حافظ ابن حجر کا سکوت ۷۴

التلخیص میں حافظ کا سکوت ۸۱

الدرایہ اور سکوت ابن حجر ۸۷

امام حاکم اور علامہ ذہبی کا سکوت ۸۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ عراقی کا سکوت، عجیب تضاد فکری	۹۵
امام ابوحنیفہ کے سب شیوخ ثقہ ہیں؟	۹۶
امام صاحب کے چند اساتذہ	۹۸
ابان بن ابی عیاش	۹۸
نصر بن طریف	۱۰۶
جراح بن منہال	۱۰۸
محمد بن سائب کلبی	۱۰۷
محمد بن زبیر بصری	۱۰۹
طریف بن شہاب	۱۰۹
عمرو بن عبید ایک اور استاد	۱۱۷
قاضی ابو یوسف کے اساتذہ	۱۲۵
امام محمد شیبانی کے اساتذہ اور ان کا استدلال	۱۲۸
امام شعبہ کے شیوخ	۱۳۷
امام سفیان ثوری کے شیوخ	۱۴۱
امام طحاوی کا استدلال	۱۴۲
علامہ المنذری عن سے روایت کریں تو وہ حسن ہوگی؟	۱۴۹
الترغیب میں عن سے دوسرا مقام	۱۵۸
الترغیب میں عن کی تیسری مثال	۱۶۸
چوتھی مثال	۱۶۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حزم کا استدلال	۱۷۰
علامہ ہیثمی کا سکوت	۱۸۴
علامہ سیوطی کی تحسین	۱۹۲
احادیث المختارۃ	۱۹۵
کنز العمال میں سکوت	۲۰۸
مختلف فیہ حدیث اور راوی	۲۳۴
مختلف فیہ کی دوسری مثال	۲۴۳
تیسری مثال	۲۴۴
چوتھی مثال	۲۴۵
پانچویں مثال	۲۴۶
مختلف فیہ کی چھٹی مثال	۲۶۱
ساتویں مثال	۲۶۳
آٹھویں مثال	۲۷۵
نویں مثال	۲۷۵
مدلس بھی مختلف فیہ ہے	۲۸۳
مختلف فیہ کی ایک اور مثال	۲۸۶
مختلف فیہ کا اصول اور امام زہری کی مراسیل	۲۸۸
امام ابن حبان کی توثیق کا حکم	۲۹۵
امام ابن حبان اور امام ابوحنیفہ	۲۹۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثقہ کی زیادت ۳۰۶
مستور راوی کی حدیث مقبول ۳۱۰
خیر القرون کے مستور ومجہول راوی اور امام ابوحنیفہ ۳۱۴
تدلیس وارسال عیب نہیں ۳۱۵
الولید بن مسلم ۳۱۸
ضعیف، متروک اور کذاب راویوں کا دفاع ۳۱۹
جابر بن یزید الجعفی ۳۱۹
حجاج بن ارطاۃ ۳۲۳
محمد بن عبید اللہ ۳۲۵
سلیمان بن داود شاذکونی ۳۳۰
نضر بن عبدالرحمٰن الخزاز ۳۳۴
خارجہ بن مصعب ۳۳۷
حمید بن ابی جون اور موضوع روایت ۳۳۹
محمد بن حمید الرازی ۳۴۰
عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی ۳۴۲
نوح بن ابی مریم ۳۴۶
لیث بن ابی سلیم ۳۵۰
بقیہ بن ولید ۳۲۵
حسن بن زیاد اللؤلؤی ۳۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابواسحاق السبیعی	۳۵۸
ایک لطیفہ	۳۵۹
سلیمان بن عمرو الجعفی	۳۶۱
محمد بن شجاع الثلجی	۳۶۴
محمد بن اسحاق امام المغازی	۳۶۶
مروان بن سالم	۳۶۹
چند اصولی مباحث	۳۷۰
ا: ثقہ، مختلط سے روایت نہیں کرتا	۳۷۰
۲: ''علی ید ی'' عدل کا مفہوم	۳۷۱
۳: مستور راوی یا مجہول	۳۷۴
مجہول کو مستور بنا کر کام نکال لیا	۳۷۴
۴: مقبول کی اصطلاح	۳۷۵
بعض دیگر مباحث	۳۷۶
بعض کتابوں کا غلط انتساب	۳۹۴
ضعیف سے استدلال کا مفہوم	۳۹۹
بے اصل روایت کا سہارا	۴۰۲
''ربما و هم'' کا مفہوم	۴۰۴
''اسناد صحیح'' کی حقیقت	۴۰۷
راوی کی تعیین میں سہو	۴۰۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجوب کا اطلاق ۴۱۲
موضوع حدیث کا دفاع ۴۱۵
مسلک کی تائید اور بے سند روایت ۴۱۹

مقالات شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

جلد (۱) سے علوم حدیث کی فہرست

کیا ائمہ اربعہ کا اجماع حجت ہے؟ ۹۸
تعاملِ سلف کی حیثیت ۱۰۶
کیا صحیحین کی روایت مقدم ہے؟ ۱۰۶
فقہاء کے مابین اختلاف کی نوعیت ۱۱۰
صحیح مسلم کی حدیث اور علامہ کوثری ۲۰۵
علامہ ابن حزم اور اہلحدیث ۲۱۸
موضوع روایات سے استدلال ۲۲۳
اصول فقہ حنفی کی ایک روایت پر بحث ۲۳۸
کیا صرف ایک صحابی سے مروی روایت قابل اعتبار نہیں؟ ۲۳۸
ذہول اور نسیان قادح صحت نہیں ۲۳۹
تحت السرۃ کی حیثیت ۲۸۵
واقعہ معراج سے متعلق ایک روایت کی حیثیت ۲۹۶
عُلَماءُ اُمتِی کَانبِیاءِ بَنِی اِسرائیلَ ۲۹۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقالات لشیخنا المحدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

جلد۲ سے علوم حدیث کی فہرست

ضعیف حدیث کا فائدہ ۴۱

صحیحین میں مدلسین کی روایت اور حدیث مسئلہ ۲۷۴

علامہ ذھبی رحمہ اللہ اور مسلم میں مدلس کی معنعن روایت ۲۷۷

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اور ضعیف حدیث ۲۲۵

سلیمان بن الحسن العطار کی حدیث ضعیف نہیں حسن ہے ۲۶۵

دوسرے اعتراض کا جائزہ کہ فضیل النمیری ضعیف ہے ۲۶۹

کیا وضو کے بعد شرم گاہ پر چھینٹے لگانے کی حدیث ضعیف ہے؟ ۲۵۴

عباد بن کثیر الرملی اور الثقفی میں اشتباہ ۱۷۳

میزان الاعتدال میں ایک غلطی ۱۶۶

ارواء الغلیل میں غلطی ۱۶۲

تخریج احادیث کشف المحجوب پر تبصرہ ۱۲۱

کسی سنت کا ترک نفی کی دلیل نہیں ۱۰۹

مسند امام زید کی استنادی حیثیت ۷۴

حافظ ابن حجر کا سکوت ۳۸

کیا سفر میں پوری نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ ۱۴

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
Cell: 03334554058
حافظ عبد اللہ عزیز 03-4807363

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

حدیث حسن لغیرہ

کی حجیت کے متعلق اشکالات اور ان کے جوابات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث حسن لغیرہ کی حجیت کے متعلق اشکالات اوران کے جوابات

نظر ثانی: مفتی عبدالولی خان حفظہ اللہ

مفتی عبدالولی خان حفظہ اللہ نے لکھا: ''میں نے محترم ابن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کا یہ مضمون پڑھا ،ماشاءاللہ بہت تسلی اور قابل اعتماد ہے۔اللہ تعالی مزید احقاقِ حق کی توفیق دے''۔

جب کوئی شخص ایک مفروضہ بنالیتا ہے تو پھر اس کو ثابت کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتا ہے، عجیب وغریب اور بے بنیاد باتوں کا سہارا لینا اس کی مجبوری ہوتی ہے، کیونکہ وہ اپنے تئیں ان چیزوں کو صحیح سمجھتا ہے،اسی لئے ان کو بے دھڑک ہوکر پیش کرتا ہے حالانکہ وہ کشید کی ہوئی باتیں انتہائی کمزور ہوتی ہیں تحقیق کے میدان میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ہم اپنے اس مقالے میں انھیں کمزور اشکالات و بے بنیاد باتوں کا علمی رد پیش کررہے ہیں،صرف اصلاح مقصود ہے تاکہ غلطی میں مبتلا شخص کی اصلاح ہوسکے اور قارئین بھی ان کمزور شبہات واشکالات سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

حسن لغیرہ:

① تعریف

اس کی جامع تعریف یہ ہے:'' اعتضاد روایة ضعیفة قابلة للانجبار بروایة ضعیفة أخری ،فأکثرھا قابلة للانجبار أیضاً'' ایسی ضعیف حدیث جوتقویت حاصل کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قابل ہو، ایسی ضعیف حدیث یا احادیث سے تقویت حاصل کرلے جو تقویت دینے کے لائق ہو۔ [1]

اس میں ایک حدیث کی متعدد سندیں ہوتی ہیں اور ان کا ضعف شدید نہیں ہوتا، اس وجہ سے وہ حسن لغیرہ کے درجے تک پہنچ جاتی ہیں۔ اگر ضعف شدید ہے تو وہ حسن لغیرہ کے درجے تک نہیں پہنچتی۔ یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ ائمہ محدثین کا یہی موقف ہے کہ حسن لغیرہ حجت ہے۔ ضعف خفیف اور ضعف شدید کے فرق کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

۲ ضعیف روایت کثرتِ طرق کی وجہ سے اس وقت بھی حسن لغیرہ نہیں بنتی جب وہ اپنے سے اولیٰ (مضبوط) کے مخالف ہو۔ مثلاً نماز میں رفع الیدین کرنے کی احادیث حدتواتر تک جا پہنچی ہیں، جن میں صحیحین کی روایات بھی ہیں، جبکہ ترکِ رفع الیدین کی روایات اثباتِ رفع الیدین کی احادیث کے مقابلے میں انتہائی کمزور بلکہ ساقط الاعتبار ہیں۔

تو حدتواتر پر پہنچنے والی اعلیٰ درجے کی صحیح احادیث کے خلاف ضعیف اور ساقط الاعتبار روایات کو اپنے کثرتِ طرق کی بنا پر حسن لغیرہ قرار دینا ظلم عظیم ہے۔

۳ شاذ، شاذ سے مل کر حسن لغیرہ نہیں بنتی۔ جب ایک روایت شاذ ہے اور اس کی سندیں بھی زیادہ ہیں تو وہ شاذ ہی رہے گی، کثرتِ طرق کی وجہ سے حسن لغیرہ نہیں بن سکتی۔ امام ترمذی نے حسن کی تعریف میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ شاذ نہ ہو (العلل الصغیر للترمذی ص:۸۹۸) محدث البانی فرماتے ہیں: یہ ثابت ہو گیا کہ شاذ اور منکر حدیث کی ان مردود اقسام میں سے ہیں، جو کسی شمار میں نہیں، اس لیے اسے بطور شاہد پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس کا وجود اور عدمِ وجود دونوں برابر ہیں۔ [2]

[1] (الحدیث الحسن لذاتہ ولغیرہ للدکتور خالد بن منصور الدریس: ۲۰۸۸/۵)

[2] (صلاۃ التراویح للألبانی ص:٦٦)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد محدث گوندلوی لکھتے ہیں: ''شاذ سے شاذ کو تقویت نہیں پہنچتی۔'' (خیر الکلام ص:٤١٨)اسکی مثال ''اذا قرأ فانصتوا'' ہے۔

محترم حافظ خبیب احمد الاثری لکھتے ہیں: حسن لغیرہ کے بارے میں بعض لوگ انتہائی غیر محتاط رویہ اپناتے ہیں، ان کے نزدیک ضعیف حدیث + ضعیف حدیث کی مطلق طور پر کوئی حیثیت نہیں، خواہ اس حدیث کے ضعف کا احتمال بھی رفع ہوجائے۔ بزعم خویش حدیث کے بارے میں ان کی معلومات امام ترمذی، حافظ بیہقی، حافظ عراقی، حافظ ابن حجرؒ وغیرہ سے زیادہ ہیں۔ حالانکہ یہ بداہتاً معلوم ہے کہ جس طرح رواۃ کی ثقاہت کے مختلف طبقات ہیں، اسی طرح ان کے ضعف کے بھی مختلف درجات ہیں۔ کسی راوی کو نسیان کا مرض لاحق ہے تو کسی پر دروغ بافی کا الزام ہے، بعض کے بارے میں محدثین کا فیصلہ ہے: '' يُعْتَبَرُ بِهِمْ، يُكْتَبُ حَدِيثُهُمْ ۔'' جبکہ بعض کے بارے میں '' لَا يُعْتَبَرُ بِهِمْ، لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُمْ .'' ہے۔

حسن لغیرہ کا مطلق طور پر انکار کرنے والے جس انداز سے متاخرین محدثین کی کاوشوں کو رائیگاں قرار دینے کی سعی نامشکور کرتے ہیں، اسی طرح متقدمین جہابذۂ فن کے راویان کی طبقہ بندی کی بھی ناقدری کرتے ہیں اور بایں ہمہ وہ فرامین نبویہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔ (1)

(1) (مقالات اثریہ از محمد خبیب احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلا اشکال: بعض لوگ ضعیف + ضعیف کے اصول اور جمع تفریق کے ذریعے سے بعض روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں۔

جواب:

حسن لغیرہ کو ماننے والے جمہور علماء ہیں نہ کہ بعض لوگ، چنانچہ ذیل میں ہم ان علماء و محدثین کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

(1) امام ترمذی

امام ترمذی کے علاوہ عام محدثین سے ایسی حسن لغیرہ روایت کا حجت ہونا ثابت نہیں۔

(علمی مقالات 1/ 300)

معلوم ہوا کہ امام ترمذی حسن لغیرہ کو حجت سمجھتے ہیں۔ والحمدللہ

(2) امام بیہقی (معرفہ السنن والآثار 1/ 348، نصب الرایہ 1/ 93)

(3) نووی (اربعین نووی حدیث نمبر 32)

(4) ابن الصلاح (مقدمۃ علوم الحدیث صفحہ 37)

(5) امام ابن قطان (النکت علیٰ ابن الصلاح لابن حجر: صفحہ 126، طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

(6) ابن رجب حنبلی (جامع العلوم والحکم صفحہ ۳۰۰)

(7) ابن تیمیہ (مجموع الفتاوی 1/ 251)

(8) ابن قیم (جلاء الافہام صفحہ 199)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

9 حافظ ابن حجر عسقلانی (فتح الباری 188 /3)

10 ابن کثیر (اختصار علو م الحدیث صفحہ 49 ، 50)

11 حافظ سخاوی (فتح المغیث)

12 سیوطی (تدریب الراوی 160 /1)

13 علامہ مناوی (شرح الجامع الصغیر 982، 137)

14 زرقانی (شرح الزرقانی 68 /1)

15 شمس الحق عظیم آبادی (عون المعبود 291 /9)

16 عبدالرحمٰن مبارکپوری (مقدمۃ تحفۃ الأحوذی 152)

17 عبیداللہ مبارکپوری۔ (مرعاۃ 2 :صفحہ 511)

18 طاہر الجزائری (توجیہ النظر 506)

19 امام ناصر الدین البانی۔

20 جمال الدین قاسمی (قواعد التحدیث صفحہ 66)

21 دکتور حمزہ ملیباری (الموازنہ صفحہ 49)

22 محدث کبیر استاذ محترم ارشاد الحق اثری۔

23 غازی عزیز مبارکپوری (ضعیف احادیث کی شرعی حیثیت صفحہ 192)

24 امام العصر علامہ ابو اسحاق الحوینی (کشف المخبوء صفحہ 23)

25 الدکتور خالد بن منصور الدریس (آراء المحدثین فی الحسن لذاتہ ولغیرہ)

26 محدث حجاز عبدالمحسن العباد (شرح سنن ابی داود 15/13)،3، 49 /14،(345 /3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں سفیان بن عیینہ، شافعی، یحییٰ بن سعید قطان، محمد بن یحییٰ ذہلی، بخاری، ترمذی، دارقطنی، ابن ترکمانی، علائی، ذہبی، عراقی سے بھی حسن لغیرہ کا حجت ہونا ثابت ہے۔ ان اقوال کی تفصیل کا طالب شیخ ابن ابی العینین کی کتاب " القول الحسن "کا مطالعہ کرے۔

جو علماء ومحدثین حسن لغیرہ کو قابل عمل واحتجاج سمجھتے ہیں، ان کے ناموں کا ذکر کرنے کا مقصود صرف یہ تھا کہ جو کہے کہ "بعض لوگ ضعیف + ضعیف کے اصول اور جمع تفریق کے ذریعے سے بعض روایات کو حسن لغیرہ قرار دیتے ہیں" یہ باطل بات ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حسن لغیرہ ائمہ و علماء کے نزدیک حجت ہے والحمدلله

دوسرا اشکال: لیکن حافظ ابن حزم اس اصول کے سخت خلاف تھے بلکہ زرکشی نے ابن حزم سے نقل کیا ہے: "ولو بلغت طرق الضعيف ألفاً لا يقوى." اور اگر ضعیف حدیث کی ہزار سندیں بھی ہوں تو اس سے روایت قوی نہیں ہوتی۔ اگرچہ زرکشی نے اسے شاذ اور مردود کہا ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ یہی قول راجح اور صحیح ہے۔

یہ قول محمد احمد نے بھی اپنی کتاب "الحديث الحسن بين الحد والحجية" میں بطور دلیل پیش کیا ہے۔

جواب:

1. یہ قول بے سند ہے
2. امام زرکشی نے اس قول کو شاذ ومردود کہا ہے

امام ابن حزم کے قول کی تردید کے لیے امام زرکشی کی عبارت ہی کافی ہے۔

تیسرا اشکال: حسن لغیرہ کے مسئلے پر عمرو بن عبدالمنعم بن سلیم کی کتاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"الحسن بمجموع الطرق فی میزان الاحتجاج بین المتقدمین والمتأخرین" بہت مفید ہے۔

جواب: قارئین سے گزارش ہے کہ اس مسئلے پر راہِ انصاف کو پانے کے لیے مندرجہ ذیل کتب بھی ملاحظہ فرمائیں، جن میں مذکورہ بالا کتاب اور اس مسئلے پر شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے:

1. القول الحسن فی کشف شبهات حول الاحتجاج بالحدیث الحسن مع تصویب الأسنة لصد عدوان المعترض علی الأئمة للشیخ ابن أبی العینین.

2. الرد علی کتاب الحسن بمجموع الطرق فی میزان الاحتجاج بین المتقدمین والمتأخرین للشیخ أبی المنذر المنیاوی.

3. الحدیث الحسن لذاته ولغیره للدکتور خالد بن منصور الدریس.

4. مناهج المحدثین فی تقویة الأحادیث الحسنة والضعیفة للدکتور المرتضیٰ زین أحمد.

5. مقاله حسن لغیره لمحمد خبیب أحمد الاثری [1]

چوتھا اشکال: کیا ابن قطان کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں؟

حافظ ابن القطان الفاسی نے حسن لغیرہ کے بارے میں صراحت کی ہے کہ "لا یحتج به کله بل یعمل به فی فضائل الأعمال." اس ساری کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی، بلکہ فضائلِ اعمال میں اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ [2]

[1] (مقالات اثریہ جلد ۱)

[2] (النکت علی کتاب ابن الصلاح 402 /1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر نے اس قول کو حسن قوی یعنی اچھا مضبوط قرار دیا ہے۔

جواب:

1 پہلے امام ابن قطان کا مکمل قول ملاحظہ ہو:

"لایحتج به كله، بل يعمل به في فضائل الأعمال، ويتوقف عن العمل به في الأحكام إلا إذا كثرت طرقه أو عضده اتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن." (1)

اس ساری کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی البتہ فضائل اعمال میں اس کے ساتھ عمل کیا جاسکتا ہے اور احکام میں اس کے ساتھ عمل میں توقف کیا جاتا ہے مگر جب اس کے طرق زیادہ ہوں یا اس کو مضبوط کرے کوئی متصل عمل، صحیح شاہد یا قرآن کے ظاہر کا اس کے ساتھ موافقت کرنا۔

امام ابن قطان تو کہہ رہے ہیں کہ اگر کثرت طرق ہوں تو عمل کیا جائے گا۔ انصاف شرط ہے کوئی بھی عالم دین اس مکمل قول کو پڑھے تو فوراً سمجھ جائے گا کہ امام ابن قطان تو حسن لغیرہ کا حجت ہونا ثابت کر رہے ہیں اور ابن حجر نے بھی جو اس قول کو اچھا اور قوی قرار دیا ہے تو انھوں نے بھی حسن لغیرہ کا حجت ہونا مراد لیا ہے۔

2 کئی علماء نے ابن قطان کی عبارت کو حسن لغیرہ کی حجیت میں ذکر کیا ہے۔ مثلاً امام سخاوی (فتح المغیث، ص 49) طاہر الجزائری (توجیہ النظر صفحہ 506) جمال الدین قاسمی (قواعد التحدیث صفحہ 66) دکتور حمزہ ملیباری (الموازنہ، صفحہ 49) علامہ ابو اسحاق الحوینی (کشف المخبوء، صفحہ 23) غازی عزیز مبارکپوری (ضعیف احادیث کی شرعی حیثیت صفحہ 193)

لیکن عجیب بات ہے کہ بعض لوگ امام ابن قطان کا مکمل قول نقل کرنے کی بجائے اسے آدھا نقل فرما

(1) (النکت لابن حجر: 402)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر اس سے اپنا مطلب کشید کر رہے ہیں!!

پانچواں اشکال: حافظ ابن حجر کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں۔

جواب: حافظ ابن حجر کی کتب کا مطالعہ کرنے والا طالب علم بھی اس بات کی شہادت دے گا کہ حافظ ابن حجر حسن لغیرہ کو حجت سمجھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ جب سیئ الحفظ کی کسی ایسے قابل اعتبار راوی سے تائید ہو رہی ہو کہ وہ اس راوی سے بڑھ کر ہو یا کم از کم اس جیسا ہو اس سے کم تر نہ ہو تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی، مگر حسن لذاتہ نہیں ہوگی، بلکہ اس کا حسن بننا متابع کے مجموعے سے ہوگا۔ [1]

چھٹا اشکال: کیا حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں؟

حافظ ابن کثیر نے فرمایا: مناظرے میں یہ کافی ہے کہ مخالف کی بیان کردہ سند کا ضعیف ہونا ثابت کر دیا جائے، وہ لا جواب ہو جائے گا کیونکہ اصل یہ ہے کہ دوسری تمام روایات معدوم ہیں الا کہ دوسری سند سے ثابت ہو جائیں۔ [2]

جواب:

(1) حافظ ابن کثیر کے اس قول کا حسن لغیرہ کی حجیت اور عدمِ حجیت سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ہر شخص بآسانی اصل کتاب کی طرف مراجعت کرنے کے بعد معلوم کر سکتا ہے۔

(2) حافظ ابن کثیر (اختصار علوم الحدیث: صفحہ 49، 50) میں نقل کرتے ہیں:

ومنه ضعفٌ يزول بالمتابعة، كما إذا كان راويه سيىء الحفظ، أو روى الحديث

[1] (النزهة، ص48، النكت ص(139)

[2] (اختصار علوم الحديث 274,275/1 :نوع22)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرسلاً، فإن المتابعة تنفع حينئذٍ، و يرفع الحديث فى حيز الضعف إلى أوج الحسن أو الصحة. واللہ أعلم

بعض ضعف متابعت سے زائل ہو جاتا ہے، جیسا کہ راوی سیء الحفظ (برے حافظے والا) ہو یا حدیث مرسل ہو تو اس وقت متابعت فائدہ دیتی ہے اور حدیث ضعف کی گہرائیوں سے بلند ہو کر حسن یا صحیح کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ [1]

معلوم ہوا کہ ابن کثیر تو ابن الصلاح کے اس قول کو حسن لغیرہ کی حجیت میں نقل کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابن کثیر کا اپنا موقف بھی یہی ہے کہ حسن لغیرہ حجت ہے۔

ساتواں اشکال: بسا اوقات کسی ضعیف حدیث کی متعدد سندیں ہوتی ہیں یا اس کے ضعیف شواہد موجود ہوتے ہیں، مگر اس کے باوجود محدثین اسے حسن لغیرہ کے درجے میں نہیں لاتے۔

جواب: حسن لغیرہ کی عدمِ حجیت کے بارے میں سب سے بڑی دلیل یہی ہے اور اسی سے وہ لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں۔

کثرتِ طرق کے باوجود حدیث کو مقبول نہ ماننے کی وجوہات کا بیان۔

عدمِ تقویت کے اسباب:

ایسی حدیث کے حسن لغیرہ نہ ہونے میں پہلا سبب یہ ہے کہ ناقد سمجھتا ہے کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں شاید حدیث کے کسی راوی نے غلطی کی ہے، لہٰذا غلط متابع یا غلط شاہد ضعف کے احتمال کو رفع نہیں کر سکتے۔ اسے یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک حدیث کی دو سندیں ہیں، اس کی ایک سند کے راوی کے بارے میں راجح یہ ہے کہ اس نے سند یا متن میں غلطی کی ہے، یعنی وہ دوسروں کی

[1] (اختصار علوم الحدیث اردو 29 طبع مکتبہ اسلامیہ لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخالفت کرتا ہے، یا اس سے بیان کرتے ہوئے راویان مضطرب ہیں تو ایسی سند دوسری سند سے مل کر تقویت حاصل نہیں کر سکتی۔ اسے تطبیقی انداز میں یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ امام حاکم نے سفیان بن حسین عن الزہری کی ایک مرفوع حدیث بیان کی ہے، پھر اس کا مرسل شاہد (ابن المبارک عن الزہری) ذکر کیا، اس مرفوع حدیث میں جس ضعف کا شبہ تھا، اسے مرسل حدیث سے دور کرنے کی کوشش کی۔ (المستدرک 392 /1) مگر حافظ ابن حجر اس مرفوع حدیث کو اس مرسل روایت سے تقویت دینے کے قائل نہیں کیونکہ سفیان بن حسین، امام زہری سے بیان کرنے میں متکلم فیہ ہے، بنا بریں اس نے یہ روایت امام ابن المبارک کے برعکس مرفوع بیان کی ہے، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "بل هو علته۔" [1]

کہ ابن المبارک کا اس حدیث کو زہری سے مرسل بیان کرنا سفیان کی غلطی کی دلیل ہے، لہٰذا یہ روایت مرسل ہی راجح ہے اور وہ مرفوع کو تقویت نہیں دیتی، کیونکہ اس کا مرفوع بیان کرنا غلط ہے۔

ذرا غور کیجیے! امام حاکم ایک حدیث کو متاخرین کی اصطلاح کے مطابق حسن لغیرہ قرار دے رہے ہیں، اسی حدیث کو حافظ ابن حجر مرسل ہونے کی بنا پر ضعیف قرار دے رہے ہیں، کیونکہ حافظ صاحب کے نزدیک مرفوع بیان کرنا غلطی ہے، جس کی وجہ مرسل روایت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدثین کسی حدیث کو حسن لغیرہ قرار دینے کے لیے قرائن کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے بھی تغلیق التعلیق میں ذکر کیا ہے، ضعیف + ضعیف کو مطلق طور پر حسن لغیرہ قرار دینا محدثین کا منہج نہیں ہے۔

بسا اوقات کوئی محدث کسی حدیث کو تقویت دینے میں وہم کا شکار ہو جاتا ہے جو استثنائی صورت ہے، اس سے حسن لغیرہ کے حجت ہونے میں قطعی طور پر زد نہیں پڑتی، کسی حدیث کے حسن

[1] (تغلیق التعلیق لابن حجر: 17 /3)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لغیرہ ہونے یا نہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہوتا ہے، حقائق بھی اس کے مؤید ہیں، مگر ان سب کے باوجود محدثین حسن لغیرہ کی حجیت کے قائل ہیں۔

کسی حدیث کو حسن لغیرہ قرار دینا ایک اجتہادی امر ہے، جس میں صواب اور غلط دونوں کا امکان ہوتا ہے، جس طرح راویان کی توثیق و تجریح بھی اجتہادی امر ہے، اسی طرح غلط اور صحیح کا تعین بھی اجتہادی معاملہ ہے، جس کا فیصلہ قرائن کے پیش نظر ہوتا ہے۔

تیسرا سبب : ضعیف راوی کا تفرد

جس ضعیف حدیث کو بیان کرنے میں راوی اپنے شیخ سے منفرد ہو تو محدثین ایسے تفرد کو قابلِ تقویت نہیں سمجھتے، مثلاً وہ کسی مشہور سند سے کوئی ایسی منفرد حدیث بیان کرتا ہے جو اس شیخ کے مشہور شاگرد بیان نہیں کرتے یعنی وہ امام زہری یا امام سفیان ثوری جیسے شیخ سے روایت بیان کرنے میں منفرد ہے۔

ایسی صورت میں محدثین زیادۃ الثقہ کو مطلق طور پر قبول نہیں کرتے، چہ جائیکہ وہ زیادۃ الضعیف کو تقویت دیں۔

جب ضعیف راوی کسی مشہور سند سے حدیث بیان کرنے میں منفرد ہوگا تو اس کی غلطی کا قوی یقین ہو جائے گا یا یہ تصور کیا جائے گا کہ اسے کسی اور روایت کا شبہہ ہے، یا اس کی حدیث میں دوسری حدیث داخل ہوگئی ہے یا اسے وہم ہوا کہ اس سند سے یہ متن مروی ہے یا اسے تلقین کی گئی تو اس نے قبول کر لی یا اس کی کتاب وغیرہ میں حدیث داخل کر دی گئی اور وہ اس سے بے خبر رہا۔

چوتھا سبب : جب ایک سے زائد سبب ضعف ہوں

جب حدیث کی کسی سند میں ایک سے زائد سبب ضعف ہوں مثلاً روایت میں انقطاع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی ہے اور راوی بھی ضعیف ہے، یا اس میں دو راوی ضعیف ہیں تو بسا اوقات محدثین ایسی سند کو قبول نہیں کرتے، کیونکہ اس میں شاہد بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

یہ حدیث غریب ہے، امام حاکم نے ''الاکلیل'' میں اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔ علی بن قادم، اس کا استاذ (ابو العلاء خالد بن طهمان) اور اس کا استاد (عطیہ) کوفی اور شیعہ ہیں، ان میں کلام ہے، ان میں سب سے زیادہ ضعیف عطیہ ہے، اگر اس کی متابعت ہوتی تو میں اس حدیث کو حسن (لغیرہ) قرار دیتا۔ (1)

حافظ ابن حجر نے اس کے بعد اس کے شواہد بیان کیے ہیں، مگر اس کے باوجود اس حدیث کو حسن لغیرہ قرار نہیں دیا، کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں ایک سے زائد وجۂ ضعف ہے۔ ملاحظہ ہو (2)

دیگر اسبابِ ضعیف:

بعض ایسے ضعف کے اسباب ہوتے ہیں جن کی وجہ سے حدیث میں شاہد بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور یہ اسباب متعدد ہیں جن کا شمار مشکل ہے، تاہم ذیل میں چند اسباب بیان کیے جاتے ہیں:

(1) اگر سند میں مبہم راوی ہو، اس کا شاگرد اپنے اساتذہ سے بیان کرنے میں احتیاط نہ کرتا ہو تو ایسی روایت متابع یا شاہد نہیں بن سکتی۔

(2) سند میں راوی کی کنیت مذکور ہو اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہے؟

(1) (موافقة الخُبر الخَبر 245 /1)

(2) (موافقة الخُبر الخَبر 245/247 /1)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3. اس میں متروک اور انتہائی کمزور راویوں کی منقطع اور مرسل روایات بھی داخل ہیں۔

4. جب ضعیف راوی کسی حدیث کو مرسل بیان کردے، مثلاً امام دارقطنی فرماتے ہیں:

ابن بیلمانی ضعیف ہے، جب وہ موصول حدیث بیان کرے تو وہ حجت نہیں، جب وہ مرسل بیان کرے تو کیسے حجت ہوسکتا ہے؟ [1]

حسن لغیرہ کی حجیت اور پاکستانی علمائے اہلحدیث:

ہم اس بحث میں ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حسن لغیرہ کی حجیت موجودہ تمام اہلحدیث علماء تسلیم کرتے ہیں چنانچہ ذیل میں ان کے اسماء پیش خدمت ہیں:

1. حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ (مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالا)
2. شیخ ارشادالحق اثری حفظہ اللہ (مدیر ادارۃ علوم اثریہ فیصل آباد)
3. شیخ رفیق اثری حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ جلالپور)
4. حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد)
5. حافظ ثناءاللہ مدنی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ لاہور)
6. شیخ عبداللہ امجد چھتوی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث مرکز الدعوۃ السلفیہ ستیانہ بنگلہ)
7. حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد)
8. شیخ عمر فاروق سعیدی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث مدرسہ مرآۃ القرآن منڈی واربرٹن)
9. شیخ الیاس اثری حفظہ اللہ (شیخ الحدیث)
10. حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ (شیخ الحدیث مرکز الدراسات خانیوال)

---

[1] (سنن الدارقطنی 3/ 135، مقالات اثریہ، از محمد خبیب احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

11 حافظ عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث مرکز طیبہ مرید کے)

12 شیخ محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمد بن اسماعیل البخاری گندھیاں اوتاڑ قصور)

13 شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ معھد القرآن، کراچی)

14 حافظ ثناء اللہ الزاہدی حفظہ اللہ

15 شیخ عبداللہ رفیق حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لوکو ورکشاپ لاہور)

16 مفتی عبیداللہ عفیف حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ اہلحدیث لاہور)

17 شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ (شیخ الحدیث پشاور)

18 شیخ غلام اللہ رحمتی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث پشاور)

19 شیخ۔ عبدالسلام رستمی رحمہ اللہ (شیخ الحدیث پشاور)

20 شیخ عبدالروف بن عبدالحنان بن حکیم محمد اشرف سندھو حفظہ اللہ

21 شیخ امین محمدی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث گوجرانوالہ)

22 شیخ ابوصہیب داود ارشد حفظہ اللہ

23 مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ

24 مفتی عبدالحنان حفظہ اللہ (مفتی جامعہ سلفیہ فیصل آباد) وغیرہ

یعنی حسن لغیرہ کو حجت نہ سمجھنا شاذ قول ہے، جس کی علمی دنیا میں کوئی حیثیت نہیں۔

آٹھواں اشکال:

غلط، غلط کو تقویت نہیں پہنچا سکتا۔ متقدمین محدثین بعض احادیث کے متعلق کہہ دیتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: ''کلها ضعيفة يا أسانيدها كلها معلولة'' وغیرہ، ان سے حسن لغیرہ کو حجت نہ سمجھنے والے استدلال کرتے ہیں، حالانکہ ان راویات میں راوی کی کئی اغلاط ہوتی ہیں۔

جواب:

اس حوالے سے امام البانی رقمطراز ہیں: ''ان الشاذ والمنكر مردود، لأنه خطأ والخطأ لا يتقوى به.'' شاذ اور منکر قابلِ ردّ ہے، کیونکہ وہ غلط ہے اور غلط سے تقویت حاصل نہیں کی جاسکتی۔

نیز فرمایا: ''وما ثبت خطأه فلا يعقل أن يقوى به رواية أخرى في معناها، فثبت أن الشاذ والمنكر مما لا يعتد به ولا يستشهد به، بل إن وجوده وعدمه سواء.'' ''جس (سند یا متن) کا غلط ہونا ثابت ہوجائے تو یہ معقول نہیں کہ اس کے ہم معنی روایت اسے تقویت پہنچائے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ شاذ اور منکر حدیث کی وہ اقسام ہیں جو کسی قطار وشمار میں نہیں اور نہ انھیں بطورِ شاہد پیش کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کا وجود اور عدمِ وجود دونوں برابر ہیں۔'' (1)

اسی لیے تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ'' والمنكر أبدا منكر'' کہ منکر روایت ہمیشہ منکر ہی رہتی ہے۔ (2)

اسی بات کو شیخ طارق بن عوض اللہ نے اپنی کتاب ''الإرشادات في تقوية الأحاديث بالشواهد والمتابعات'' کے مقدمہ میں بڑے بسط سے بیان کیا ہے۔ (3)

---

(1) (صلاة التراويح للألباني، ص57)

(2) (العلل ومعرفة الرجال رواية المروذي، ص167 ؛ رقم287۔ ومسائل الإمام أحمد رواية ابن هانی، ج2: ص167؛ رقم1925)

(3) (مقالات اثریہ، از محمد خبیب احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱ محدث یمن مقبل بن ہادی کے نزدیک حسن لغیرہ کی حجیت

علامہ مقبل بن ہادی کی متقدمین کے متعلق ایسی عبارتیں نقل کرنا کہ تحقیقِ حدیث میں متقدمین کی تحقیق معتبر ہے اور اس سے نتیجہ یہ نکالنا کہ جب متقدمین کے نزدیک حسن لغیرہ حجت نہیں تو ان کی بات ہی مانی جائے گی، درست نہیں۔

حسن لغیرہ کا انکار کرنے والے کے بارے میں یمن کے عظیم محدث علامہ مقبل بن ہادی فرماتے ہیں: ”أما الذين يردون الحسن لغيره، فإن كان في بعض المواضع أداهم اجتهادهم ،وهم أهل لذلك، إلى أن الحديث لا يرتقي إلى الحسن لغيره فلهم ذلك، وأما رده بالكلية فهذه خطوة إلى رد السنن.“ (القول الحسن، ص:7)

جو لوگ حسن لغیرہ حدیث کو رد کرتے ہیں اگر بعض مواقع پر ان کا اجتہاد، بشرطیکہ وہ اجتہاد کے اہل بھی ہوں، یہ ہو کہ یہ حدیث درجہ حسن لغیرہ کو نہیں پہنچتی تو ان کو یہ حق حاصل ہے۔ رہی یہ بات کہ بالکلیہ حسن لغیرہ حدیث کو رد کیا جائے تو یہ سنتوں کو ٹھکرا دینے کی طرف ایک قدم ہے۔

اس قول سے آپ اندازہ لگائیں کہ محدث یمن علامہ مقبل بن ہادی کتنے سخت خلاف ہیں ان لوگوں کے جو حسن لغیرہ کو حجت نہیں مانتے، حالانکہ وہ متقدمین کے علم و فضل کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایک جگہ پر لکھتے ہیں:

و نحن ما نظن أن المتأخرين يعثرون على ما لم يعثر عليه المتقدمون اللهم إلا في النادر.[1]

[1] (أسئلة في المصطلح، السوال20)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہمارا نہیں خیال کہ متاخرین اس بات پر اطلاع پالیں جس پر متاخرین اطلاع نہ پاسکے ہوں، ہاں کبھی کبھار ایسا ہوسکتا ہے۔

نیز ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

أرونی شخصا یحفظ مثل ما یحفظ البخاری، أو أحمد بن حنبل، أو تکون له معرفة بعلم الرجال مثل یحییٰ بن معین، أو له معرفة بالعلل مثل علی بن المدینی، والدارقطنی، بل مثل معشار الواحد من هولاء، ففرق کبیر بین المتقدمین والمتأخرین. (أیضا)

مجھے ایک ایسا شخص دکھائیں جو امام بخاری یا امام احمد بن حنبل کی طرح کا حافظہ رکھتا ہو یا اسے امام یحییٰ بن معین کی طرح علم رجال کی معرفت ہو یا اسے امام علی بن مدینی اور امام دارقطنی کی طرح علل حدیث کی معرفت ہو، بلکہ ان کے عشر عشیر کے برابر بھی موجودہ دور میں کوئی نہیں۔ لہٰذا متقدمین اور متاخرین میں بہت فرق ہے۔

اس سے ہر منصف مزاج شخص آسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ متقدمین کے علوم وفنون کے اس قدر اعتراف کے باوجود بھی وہ کہتے ہیں کہ حسن لغیرہ کو مطلقاً حجت نہ سمجھنے والا شخص سنتوں کو ٹھکرانے والا ہے۔ تو اب آپ غور کریں:

1. کیا علامہ مقبل بن ہادیؒ متقدمین کو سنتوں کا ٹھکرانے والا کہہ رہے ہیں؟
2. کیا وہ ایک جگہ متقدمین کو لیتے ہیں (کہ ان کی بات ہی معتبر ہے) اور دوسری جگہ (حسن لغیرہ کی عدمِ حجیت) ان کو چھوڑ رہے ہیں؟
3. علامہ مقبل بن ہادی اپنے شاگرد ابن ابی العینین کی کتاب "القول الحسن" کے متعلق لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فقد اطلعت على جل كتاب أخينا في الله الشيخ أحمد بن إبراهيم بن أبي العينين، الذي كتبه في الحديث الحسن، فوجدت الكتاب قد اشتمل على فوائد تشد لها الرحال، فلله در من باحث، لقد أعطاه الله صبرا و فهما ودراية، فلا يخرج من البحث إلا بنتائج طيبة مفيدة لطالب العلم. (1)

نیز اسی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

وأخيرا فقد كفانا أخونا في الله الشيخ أحمد بن أبي العينين الرد على هؤلاء وأولئك، فجزاه الله خيرا. (2)

(4) اسی کتاب میں سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شافعی، یحییٰ بن سعید القطان، احمد بن حنبل، ترمذی، ابن عدی، محمد بن یحییٰ الذہلی، بخاری، ابوحاتم الرازی، نسائی، ابوداود السجستانی، دارقطنی وغیرہم کے اقوال ونصوص کی روشنی میں ائمہ متقدمین کے نزدیک حدیث حسن لغیرہ کی حجیت کا اثبات کیا گیا ہے، بلفظ دیگر علامہ مقبل بن ہادی کے نزدیک بھی متقدمین کے ہاں حسن لغیرہ حجت ہے۔ والحمدللہ

نواں اشکال: حسن لغیرہ کا حجت ہونا متقدمین سے ثابت نہیں ہے۔

جواب:

(1) یہ بات کئی وجوہات کی بنا پر درست نہیں ہے۔ محدث سندھ شیخ الاسلام محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیکن میرے محترم یہ کوئی کلیہ تو نہیں کہ متقدم جو بھی کہے وہ صحیح ہوتا ہے اور جو ان سے متاخر کہے وہ صحیح نہیں ہوتا۔ (3)

(1) (مقدمة القول الحسن ص5 :)

(2) (أيضا ص:8)

(3) (مقالات راشديه ج1ص 332)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز فرماتے ہیں: کسی کا زمانے کے لحاظ سے متقدم ہونا یہ کوئی دلیل نہیں کہ جوان سے زمناً متاخر ہو اس کی بات صحیح نہیں۔ اعتبار تو دلائل کو ہے نہ کہ شخصیات کو۔ (ایضا 333)

نیز کہا: تو کیا آپ ایسے سب رواۃ (جن کی حافظ صاحب نے توثیق فرمائی اور ان کے بارے میں متقدمین میں سے کسی کی توثیق کی تصریح نہیں فرمائی) کے متعلق یہی فرمائیں گے کہ ان کی توثیق مقبول نہیں یہ ان کا اپنا خیال ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس طرح آپ اس جلیل القدر حافظ حدیث اور نقد الرجال میں استقراء تام رکھنے والے کی ساری مساعی جمیلہ پر پانی پھیر دیں گے۔ آپ خود ہی سوچیں کہ جناب کے اس نہج پر سوچنے کی زد کہاں کہاں تک پہنچ کر رہے گی۔ (1)

(2) فضیلۃ الشیخ ابن ابی العینین فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

بعض طلبہ جنھوں نے ماہر شیوخ سے بھی نہیں پڑھا، وہ بعض نظری اقوال لے کر اپنے اصول وقواعد بنا رہے ہیں اور وہ کبار علماء سے اختلاف کرتے ہیں۔ انھوں نے باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہم متقدمین کے پیروکار ہیں اور انھوں نے متاخرین کے منہج کو غلط قرار دیا ہے (2)

(3) متقدمین کی حسن لغیرہ کے متعلق کون سی بحثیں ہیں، جن کے خلاف متاخرین نے اصول وضع کیے ہیں؟

(4) متاخرین نے علم متقدمین ہی سے لیا ہے اور وہ انھیں کے انداز سے اصول متعین کرتے ہیں۔

فائدہ: باطل روایت کی خواہ جتنی بھی سندیں ہوں وہ باطل ہی رہے گی حسن لغیرہ نہیں بن سکتی، اس کی مثال قصہ غرانیق ہے، اس روایت کو محدثین ومحققین نے باطل کہا ہے مثلاً امام الائمہ امام ابن

(1) (ایضا 335)

(2) (القول الحسن:103)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خزیمہ نے کہا کہ یہ زنادقہ (مجوسیوں اور پارسیوں) کا گھڑا ہوا قصہ ہے۔(مفاتیح الغیب للرازی :۲۳/ ۵۰) علامہ ابوبکر ابن العربی نے دس اسباب کی بنا پر اسے باطل قرار دیا ہے (احکام القرآن :۷۵،۷٤/۲) علامہ رازی نے ائمہ فن سے اس کا باطل اور من گھڑت ہونا نقل کیا ہے (تفسیر الرازی :۲۳، ۵۰) جو بات باطل اور من گھڑت ہو وہ حسن لغیرہ کبھی نہیں ہوسکتی فافہم

محدثین کا اسماعیل بن ابی خالد کے عنعنہ کو قبول کرنا:

متعدد متقدمین محدثین نے اسماعیل بن ابی خالد کے بدونِ تدلیس عنعنہ کو قبول کیا ہے لیکن ہمارے اساتذہ کرام میں سے بعض علماء ان کی عن والی روایات کو ضعیف کہتے ہیں، مثلاً دیکھئے :اسماعیل بن ابی خالد عنعن وھو مدلس (طبقات المدلسین : 362وھو من الثالثة [1]

منہجِ متقدمین اور منہجِ متاخرین!

حسن لغیرہ کے مسئلے میں کہا جاتا ہے کہ متقدمین کو لیا جائے گا، لیکن دیگر مقامات پر اپنے غلط اصول کے مقابلے میں متقدمین کی ہی بڑے زور سے مخالفت کی جاتی ہے اس پر ہمارے پاس متعدد مثالیں ہیں۔

تحقیق حدیث میں متقدمین کی مخالفت کی مثال

(1) داڑھی کے خلال کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ھکذا أمرنی ربی مجھے میرے رب نے اسی طرح حکم دیا ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا: ''اسنادہ ضعیف .ولید بن زوران :لین الحدیث (تق:7423)وللحدیث شاھد ضعیف عندا لحاکم

[1] (انوار الصحیفة فی الاحادیث الضعیفة من السنن الاربعة:ص 106:ح2930، ص 152ح 4270)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج1ص149، ح529)فیه الزهری مدلس (طبقات المدلسین 3.1:02)و عنعن" (1)

جواب:

تو آیئے جو علتیں اشکال میں بیان کی گئی ہیں، ان کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

ہم بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے ضعیف کہنا درست نہیں ہے اس اجمال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ولید بن زوران حسن الحدیث راوی ہے، کیونکہ امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے(ج7ص550)اور حافظ ذھبی نے بھی اسے ثقہ کہا ہے۔ (2)

انوار الصحیفہ کے مقدمہ میں ایک قاعدہ ذکر کیا گیا ہے کہ: "**لکن وثقه المتساهلان فصاعدا ولم یضعفه احد فهو حسن الحدیث عندی**" (مقدمہ انوار الصحیفہ ص6): لیکن جس راوی کو دو متساہل محدثین یا زیادہ ثقہ قرار دیں اور اس کو کسی نے ضعیف بھی نہ کہا ہو تو وہ میرے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

اس قاعدے کے تحت بھی یہ راوی حسن الحدیث ہوا، کیونکہ اس کو دو محدثین ثقہ کہہ رہے ہیں اور کسی نے ان کو ضعیف نہیں کہا۔صاحب انوار الصحیفہ نے اس راوی کے بارے میں حافظ ابن حجر کا قول نقل کیا کہ یہ راوی لین الحدیث ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ خود اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

اسناده حسن لان الولید وثقه ابن حبان ولم یضعفه احد وتابعه علیه ثابت البنانی عن انس رضی الله عنه .(النکت علی ابن الصلاح: ج1ص423) اس کی سند

(1) (انوار الصحیفة فی الاحادیث الضعیفةمن السنن الاربعة ص19 ح145)

(2) (الکاشف:6064)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن درجے کی ہے، کیونکہ ولید کو امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ کسی نے بھی ان کو ضعیف نہیں کہا اور ثابت البنانی نے ان کی متابعت کی ہے۔

محترم کا یہ کہنا کہ اس کا ایک شاہد بھی ہے اور اس کی سند میں زہری مدلس ہیں اور وہ عن سے بیان کررہے ہیں۔ تو عرض ہے کہ سلف وخلف محدثین میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو زہری کے عن سے بیان کرنے کی وجہ سے ضعیف نہیں، کہا بلکہ محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہہ رہے ہیں مثلاً:

1. امام حاکم نے کہا: اسناده صحيح (المستدرك: ج1ص276) :
2. امام ضیاء مقدسی نے کہا: اسناده صحيح (الاحاديث المختاره: ج3ص169، ح2710)
3. امام ابن قطان الفاسی نے کہا: ہذا الاسناد صحيح (بيان الوهم والايهام: ج5ص220)
4. حافظ نووی نے کہا: اسناده حسن او صحيح (المجموع: ج1ص376)
5. حافظ ذہبی نے کہا: صحيح (تلخيص المستدرك ج1ص276)
6. حافظ ابن قیم نے کہا: هذا اسناد صحيح (تهذيب سنن ابی داود: ج1ص76
7. حافظ ابن حجر نے کہا: اسناده حسن (النكت: ج1ص423)
8. علامہ عبدالروف المناوی نے کہا: حسن (التيسير بشرح الجامع الصغير ج2ص276)
9. علامہ حمدی بن عبدالمجید السّلفی نے کہا: صحيح (تحقيق مسند الشاميين ج3ص6)
10. امام ناصرالدین البانی نے کہا: صحيح (ارواء الغليل ج1ص130)
11. علامہ ابوعبیدہ مشہور حسن نے کہا: والحديث صحيح (تحقيق المجالسه وجواهر العلم ج3ص323ح949) تلك عشرة كاملة ولدينا مزيد.

اس بحث سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث سلف وخلف محدثین کے ہاں صحیح ہے اور یہی حق ہے۔ امام ابن شہاب زہری کے عن سے بیان کرنے کی وجہ سے کسی نے اس کو ضعیف نہیں کہا۔ جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک حدیث کو محدثین صحیح کہہ رہے ہیں تو اس کو صحیح مانا جائے گا وہ ہم سے کہیں زیادہ تحقیقِ حدیث کے ماہر تھے۔

"انوار الصحیفه فی الاحادیث الضعیفة من السنن الاربعة" نامی کتاب میں پچاس سے زیادہ احادیث کو صرف اس وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے کہ ان کی سند میں امام ابن شہاب زہری ہیں اور صیغہ عن سے بیان کر رہے ہیں۔

ایک مقام پر لکھا گیا: اگر چہ اس کے تمام راوی صحیحین کے راوی ہیں مگر یہ سند زہری رحمہ اللہ کے عنعنه کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ان پر تدلیس کا الزام ثابت ہے لہذا اس اثر کے ذکر کرنے سے اجتناب کر رہا ہوں، کیونکہ یہ میری شرط پر نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (1)

جواب: حدیث کی صحت وضعف کا مدار محدثین کی شروط پر ہے۔ اگر کوئی حدیث ان کی شروط پر صحیح ہے تو وہ صحیح سمجھی جائے گی۔ کسی حدیث کا آج کے کسی عالم دین کی اپنی بنائی ہوئی شرط پر اترنا کوئی ضروری نہیں۔ محدثین امام زہری کی عن والی حدیث کو صحیح سمجھتے تھے، یعنی زہری کا عنعنہ محدثین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اس کا اعتراف بھی ملاحظہ فرمائیں: خلیفہ رابع امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی ظہر وعصر کی نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کا حکم مروی ہے جسے امام دار قطنی، امام حاکم، امام بیہقی اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ (2)

محدثین کی شرط پر صحیح ہے پر اس کے متعلق کہنے والوں نے یہ بھی کہا کہ اگر چہ اس کے تمام راوی صحیحین کے راوی ہیں مگر یہ سند زہری رحمہ اللہ کے عنعن کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ ان پر

(1) (الکواکب الدرية مسئله فاتحه خلف الامام ص:90)

(2) (دیکھئے سنن دار قطنی 1322ح1219، المستدرک 2239ح874، السنن الکبری للبیهقی 2168ح196۔195، جزء القراءت للبیهقی ص92،94)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تدلیس کا الزام ثابت ہے لہذا اس اثر کے ذکر کرنے سے اجتناب کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ میری شرط پر نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ (1)

اس سے معلوم ہوا کہ زہری کا عن سے بیان کرنا محدثین کی شرط پر تو صحیح ہوتا ہے

امام دارقطنی ، حاکم ،بیہقی اور ذہبی، معتمد علیہ حفاظ حدیث، ائمہ دین کی شرط پر تو صحیح ہے اور یہی صحیح بات ہے۔!!!

علائی نے کہا: قبل الائمة قوله عن (جامع التحصیل ص 109) یہی بات سبط العجمی نے اپنی کتاب (التبيين: ص ۸۰) میں کہی ہے۔

متقدمین کے منہج کو ثابت کرنے کے لئے دکتور حاتم العونی کی تحریر پیش کی جاتی ہے ،حالانکہ دکتور صاحب نے وہ بحث حسن لغیرہ کے متعلق نہیں کی بلکہ عام بحث کی ہے اور متاخرین کا منطقیوں سے متاثر ہونا بھی حسن لغیرہ کے متعلق نہیں کہا بلکہ انھوں نے خود "المنهج المقترح" میں متواتر کی بحث کی مثال دے کر بیان کیا ہے نہ کہ حسن لغیرہ کی مثال دی ہے اور وہ خود حسن لغیرہ کے قائل ہیں۔

دکتور حاتم العونی نے کہا:

العلماء متفقون على قبول عنعنة الزهري ومنهم ابن حجر نفسه

تمام علماء، محدثین امام زہری کے عن والی روایات کو قبول کرنے پر متفق ہیں اور ان میں ابن حجر خود بھی ہیں۔ (التخريج و دراسة الا سانيد ص 77) ہمارے علم کے مطابق حافظ ابن حجر نے کسی بھی حدیث کو زہری کے عن سے بیان کرنے کی وجہ سے ضعیف قرار نہیں دیا، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر کا انھیں تیسرے طبقے میں شمار کرنا مرجوح قول ہے۔

(1) (الكواكب الدرية مسئله فاتحه خلف الامام ص90:)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

Dezine By: Jamil Bashir 0304-7191576

RS 80

انگلینڈ
پاکستان

United Kingdom
Suite M0162, 265-269 Kingston Road Wimbledon,
London Sw19 3 NW +447497261845

حسین خانوالا ہٹھاڑ تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان +92 302 4056 187